

وَلَا تُخَالِفُوا لِلسَّائِلِ فِي شَيْءٍ

حکام طعام اہل کتاب

مؤلفہ

جناب آریل ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر مرحوم کے جی۔ ایس۔

ای۔ ایل۔ ایل۔ ڈی

واضح ہو کہ

اس رسالہ میں جہاں کہیں جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کے

کا ذکر ہے اُس فقرے کی نقل جناب مرحوم کو جناب نوب

اللہ صاحب غازی پوری سرشتہ کلکٹری بنارس سے وصول ہوئی تھی

در مطبع العلوم علی گڑھ طبع شد

۱۸۹۹ء

ابال بعد جو کہ اس زمانہ میں درباب اباحت طعام اہل کتاب کے نہایت
 اور ہندوستان کے مسلمان جنہوں نے ہزاروں برس ہندوؤں کی اقتدار کر لی یہ اُلٹو ہوتا
 ہی بڑا جانتے ہیں اور جو شخص اسکو بھل کے یا اسکے کما کی کا ترکب ہوا سا کو کافرا کرستان
 یا مسلمانوں کے گروہ سے خراج یا ایک بہت بڑے امر بیع کا ترکب سمجھتے ہیں اور ہزاروں
 طرح سے زبان طعن و تشنیع اس پر روا کر تے ہیں اور گنا بگھاڑتے ہیں اسلئے یہ ایک مختصر رسالہ
 درباب احکام طعام اہل کتاب کے لکھا ہے اور یہی اسکا نام لکھا ہے تاکہ مسلمان بہائی اپنے
 مسلمان بھائیوں پر بگائی کرنے اور بڑا بھلا کئے سے باز آویں اور گناہ میں پڑنے سے محفوظ رہیں
 جاننا چاہتے کہ طعام اہل کتاب بشرطیکہ محرمات شرعیہ میں سے نہ مسلمانوں کے لئے حلال
 اور درست اور اسکا کمانا جائز اور مباح ہے خواہ ہم انکا بیجا ہو اور انہیں کاپکایا ہو اپنے گھر کما کر
 خواہ انکے ہاں جا کر کماویں خواہ ہم اکیلے کماویں خواہ ہم اور اہل کتاب ایک جگہ ساتھ بیٹھ کر کماویں
 اور وہ کمانا قسم لوم یغیبہ سے ہو یا از قسم خوب و شیرینی وغیرہ۔

۞ قَالَ لِلّٰہِ اَیُّوْمَ اَحِلَّ لَکُمُ الطَّیْبَاتُ طَعَامُ الَّذِیْنَ اَدَّوْا الْکِتَابَ لَکُمْ وَطَعَامُکُمْ حَلَالٌ

حاشیہ تعلق صفحہ آسان عزت شکل کیونکہ ذیالہ رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ دین میں آسان ہوا

نہیں ہے بڑی پریرہ کاری کی سختی سنا اور ہر چیز سے پریرہ کرنا اور دنیا کی تمام چیز کو چھوڑنا ایسا آسان ہوا
 اور ان کے یاؤں اور ان کے پیروں اور انکی امت کے لوگوں پر سب پر حمت و مہربانی اور ان کے
 کے دین کے مسائل پسپا نہیں کر کشش کی جو دین کو نہایت مشہور اور آسان ہے اور نہ تو یہ آسان
 کر نیوالی ملامت سے اور بات پر سختی ہوئے خوشی پر خوشی کر۔

۞ ذیالہ تعالیٰ نے آج حلال کی گئیں تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں اور کمانا اون لوگوں کا جنکو کتاب
 دی گئی ہے حلال ہے تمہارے لئے اور حلال ہے انکے لئے۔

وفی الترمذی سئل البیہ صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصارى فقال لا
 یحلج فی صدک ان طعام ضارعت النصارىة الخیر الحدیث وقال الترمذی والعل
 علیٰ ہذا عند اہل العلم من الرخصۃ فی طعام اہل الکتاب۔

وفی العالمگیری لابیاس بطعام الیہود والنصارى کلہ من الذبائح وعیارہا۔
 وفی فتح المنان فی تأیید مذهب النعمان وعن علی قال لابیاس بطعام البحر
 افضل فہم عن ذبائحہم رداۃ البلیطۃ۔

اس آیت اور حدیث سے اور فقہ کی روایتوں سے ثابت ہو کر طعام اصل کتاب حکم حلال
 اور جائز ہے اور جو شے کہ وہ اصل حلال ہے وہ کسی کی بیچی ہوئی ہو اور کسی کی پکائی ہوئی ہو حرام
 یا ناجائز نہیں ہو سکتی خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے اس کا
 پکا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے۔

۱۔ اور ترمذی میں مہلب سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم طعام انصاری
 کا تو فرمایا کہ نہ خلیان ڈالے تیرے سین میں (یعنی دل میں) کوئی کھانا۔ کیا مٹا یہ ہو گیا تو نصرانی لوگوں
 کے اترے تھے ترمذی نے اور عمل ہے اسی حدیث پر سب اہل علم کے نزدیک خاص۔

بجانب اس کے

۲۔

کنا میں فرمایا

۳۔ کتاب فتح

۴۔ ہے وہ بخاری

فی المشکوۃ عن جابر بن یهودیۃ سمعت شاة ثمالیة اهدتها لرسول الله صلی الله علیه وسلم فاحذر رسول الله صلی الله علیه وسلم الذی راع فاکل منها واکل مرهط من اصحابه الی اخر الحدیث رواه ابوداؤد والذریعی۔

اور حلال چیز کو اگر ایک جگہ مثبک مسلمان اور شرک بھی چیز یا نیکو عمل کتاب کہاویں تو وہ چیز حرام اور ناجائز نہیں ہو جاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو بھی اپنے ساتھ تہاکر کہا یا ہے۔

فی مطالب المؤمنین روى النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یا کل فاتا کافر فقال کل معات یا محمد فقال نعم الی اخر ما قال وسیاتی ذکرہ۔

[اور حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی میں کہاویں یا ایک کا ہونا و سر کا ہونا بشرطیکہ کھانے کی وقت انکا ہاتھ یا مونہ شراب یا اور کوئی حرام چیز میں آلودہ نہ ہو تو بھی اس چیز کا کھانا حلال اور جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسلم الثبوت ہے] کہ ستمرا انسان طاهر

شکوۃ میں جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر لایا اور اصحاب اللہ علیہ وسلم کے لئے سویا حضرت نے اور آپ کے

ایا اور کھاتے ہیں

سُئِلَ مولانا شيخ عبد الغني المحدث الدهلوي راحة الله عليه عن هذا فافقنا
بحوارته وهذه الجبارة مذكورة ففقا وا.

وحكم طعام الكفار من المشركين والمواكلة مع الإنكسار على سفرهم وفي أدانهم
ان كان مع ظهور منكر الحظر الحظر واذا في الذهب والفضة والتلخيص بالخاصة
كاحشاء البقر وغيرها ونفزمة المحوس حرام وان كانت الاينة التي ياكل فيها المسلم
خالية عن النجاسة لان ذلك مشاركة معهم في شعائرهم وان خلا عن هذه المفاسد
فهو مباح بشرط الطهارة انتها.

نہ خذلہ اہل کتاب کے ہاں کا کہنا کہ انہیں اور ان کے ساتھ ایک جگہ شہید کر لیں
کوئی غلطو شعری نہیں فی نفسہ حلال و مباح۔ باقی۔ بعد مہم جو ازلیہ و پناہ اب ہم ان تمام شہدوں کو
جگہ سب بند وستان کے مسلمانانِ مشتبہین بالنوہ طعام اہل کتاب کو اور ان کے ساتھ
مواکلت کرنا ناجائز ہوتے ہیں۔ منع کرتے ہیں۔ ومن اللہ التوفیق

۱۵۔ پوپا گیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے خدمت الہیہ کا فتویٰ تو فتویٰ دیا اسکے جاؤ بیٹا
کہ یہ فتویٰ موجود ہے ایک فتاویٰ میں اور جو عبارت اس فتویٰ کی سب اسکا ترجمہ یہ ہے "حکم عام کفار
مستحبہ بکار" اس کا ساتھ انگریزوں کے کتب خانوں پر اور ان کے برتنوں میں یہ ہے کہ
"ماتہ فتویٰ سی برائی کے مانند شہاب یاسر کے اور برتن سونے اور پانہمی کے اور انوں کی
کے ساتھ اس کے جیسا کہ اوپر لکھا دیکھو گا اور مزہ مجھوس کے تو حرام ہے اگرچہ وہ وہ
برتن کو میں مسلمان کہتا ہے خالی بخاست سے کیونکہ یہ شہادت ہے انکے شعائیں اور انرا نالو سچو
ان بڑا ہے" تو صریح ہے بشرط پاک ہونیکے تمام اکلام انکا۔

۱۔ اویسیہ کی تحریک توفیق -

الشبهة الاولى بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ حال کے انگریز اہل کتاب میں داخل نہیں ہیں اسلئے کہ اس زمانہ کے انگریز اپنی کتاب پر نہیں چلتے اور اسکے حکموں کو نہیں مانتے تین خدا بتاتے ہیں اور جو اہل کتابیں تو ریت و انجیل کی تھیں انکو بدل ڈالا ہے پھر یہ لوگ کس طرح اہل کتاب ہو سکتے ہیں۔

مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے اسلئے کہ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں اول سے آخر تک اور تمام حدیثوں میں جہاں کہیں لفظ اہل کتاب کا آیا ہے اس سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں اور اس آیت میں بھی جو لفظ الذین او تو الکتاب آیا ہے اس میں بھی یہود و نصاریٰ مراد ہیں چنانچہ بیضاوی میں لکھا ہے وَلِیَعْلَمَ الذِّیْنَ اَوْتُوا الْکِتَابَ الْیَہُودَ وَالنَّصَارَیْ۔

علاوہ اسکے بہت صاف بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت پر تو ریت اور حضرت عیسیٰ کی امت پر انجیل اتری تھی پھر جو لوگ اپنے تئیں حضرت موسیٰ یا عیسیٰ کی امت میں سمجھتے ہیں یا انکا تابع جانتے ہیں اور اپنے تئیں یہودی یا عیسائی کہتے ہیں گو ان کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں وہ انہیں میں دخل میں جن پر کتاب اتری تھی جیسے کہ ہم مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں یہاں تک کہ ایک دوسرے کو کافر بتلاتا ہے اور وہ سب اپنے تئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سمجھتے ہیں پس تمام فرقے اہل القرآن میں یعنی ان پر قرآن اترا ہے انہیں سے کسی فرقہ کو باوجود اس قدر اختلاف افعال و عقائد کے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اہل قرآن نہیں ہیں اسی طرح تمام یہود و نصاریٰ کو ان کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں اہل کتاب ہونے سے خارج نہیں ہو سکتے۔

علاوہ اسکے ایک اور بات غور کرنے کی اور سمجھنے کی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں یہ

لے اور عام میں وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی اور وہ یہود اور نصاریٰ ہیں۔

اور نصاریٰ دونوں کا ذکر فرماتا ہے اور جعفر عیب اور برائیاں کہ حال کے یہود و نصاریٰ میں
اب موجود ہیں وہ سب بیان فرمائی ہیں۔

چنانچہ یہودیوں کی نسبت فرمایا ہے۔ **قَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيْنِ ابْنِ اللّٰهِ**
اور یہود و نصاریٰ کے حق میں در باب تعریف کے فرمایا کہ **يَحْمُرُونَ الْكَلِمَةَ عَنْ مَوْجِدِ**
اور یہی فرمایا کہ **فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ**
لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا۔

اور نصاریٰ کے حق میں در باب ان کے اعتقاد و تشریفات کے حضرت عیسیٰ کو خطاب کر کے
فرمایا۔ **يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخَذْتُ دَاعِيَ الْهَيْمِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ**
قَالَ بَعْضَانَا مَا يَكُونُ لِيْ اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّ اَنْ كُنْتُ قُلْتُ فَقَدْ عَلِمْتَ تَعْلَمُ مَا
فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ **اَقُلْتُ اَيْمُ الْاِلَٰهَةِ اَوْ تَقِيْبُ**
اَنْ اَعْبُدَ رَاۤى اللّٰهَ رَاۤى رَبِّكَ وَكُنْتَ عَلِيْمٌ شَهِيدٌ اِمَا دَعَيْتَ فِيْهِمْ فَلَعَلَّاهُ فَبَلَّغْتَنِيْ
كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِيْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ اَنْ تَعْدِجُ بِهِمْ فَاَنْهَيْتَ عِبَادَكَ
وَاَنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَاَنْتَ اَنْتَ الْغَفِيْرُ الْحَكِيْمُ۔

لے اور کہا یہود نے عزیز مینا سے اللہ کا

لے پیرتے ہیں لکن وہ ان کی جگہ سے۔

لے سوزہابی ہے انکی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے اتم سے کہتے ہیں یہ وہ کہ پاس سے بنے کہ پوپ
اس پر مول توڑا۔

لے اسے عیسیٰ دیم کے بیٹے تو نے کہا گو گو کہ کہ تراؤ جو کہ او میری ماں کو دو معبود و سوا سے اللہ کے کہا
تو پاک ہے بلکہ سزاوارق تھا کہ وہ مکوں جو بیٹے کنا نہ تھا اگر شینہ یہ کہا جو کاتو چکا جو معلوم ہو کاتو جاتا ہے

اور ان کے شراب پینے اور سوز کمانیکا ذکر بہت سی حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ
ابوداؤد میں جو حدیث آنیہ اہل کتاب کی ہے اُس میں ہے - ہم کثیر ہون اکھڑو بطحون نے
انیہ اسم اکھڑو ہوا۔

غونمکہ جو جو کچھ افعال و عقائد زمانہ حال کے نصاریٰ کے ہیں وہ سب اس وقت کے نصاریٰ
کے ہی تھے اور باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالیٰ نے انکو اہل کتاب فرمایا ہے علی انھیں
اس اخیر آیت میں اُن کے اعتقاد ثنایت کا ذکر کیا ہے اور یہی انکو اہل کتاب کہنا مخاطب
کیا ہے پس زمانہ حال کے نصاریٰ باوجود ان تمام افعال اور عقائد کے جو وہ رکھتے ہیں اہل کتاب
میں داخل ہیں بلکہ زمانہ حال کے بعض فرقے نصاریٰ کے جیسے پروٹسٹنٹ اُس زمانہ کے نصاریٰ
سے بہت اچھے ہیں اُس زمانہ کے اکثر نصاریٰ رومن کیتھولک تھے صلیب کو اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی صورت کو پوجتے تھے پروٹسٹنٹ ایسا نہیں کرتے اور بعض فرقے عیسائیوں
کے ابدانیت میں جو موجد ہیں اور وہ فرقہ جو یونی ٹیرین کے نام سے مشہور ہے اور جو ایک
خدا مانا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بتاتا ہے اُن کے عقائد میں نسبت نبوت حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ذرا فرق نہیں ہے۔

علاوہ اسکے ہمارے اہل کے قہمانے انہیں نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال بتایا ہے
چنانچہ اہل کتاب میں اور صاف اسکی تصریح کر دی ہے کہ اگر نصاریٰ وقت ذبیحہ کے تصریح
کریں بسم اللہ الذی ثالث ثلثہ تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا ورنہ حلال چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کی
کتاب الذابح میں لکھا ہے - الا اذا نص فقال بسم الذی هو ثالث ثلثہ فلا یجوز
لہ دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں شراب اور پکاتے ہیں اپنے برتنوں میں سور۔

لے حضرت امام ابن اللہ کے کہ وہ میرا ہے تین میں کا۔

اِذْ اَسْمِعْ مِنْهُ اِنْدَاسِيسِ الْمَسِيحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَدَّثَ اَوْ سَمِعَ اللّٰهُ سَجْدًا وَرُحْمَ الْمَسِيحِ
 اِذَا كَلَّ ذَبِيحَتِهِ - پس اگر سبب عقیدہ تثلیث کے نصاریٰ مشرکوں میں داخل ہوتے تو کیونکر انکا
 ذبیحہ حلال ہوتا۔

الشہبۃ الثانیہ طعام کے لفظ میں گوشت اور ذبیحہ کیونکر داخل ہو۔
 بالمشبہ اخل ہے اسلئے کہ طعام کے معنی لغت میں گیبوں کے اور تمام کھانے
 کی چیزوں کی ہیں گوشت ہو یا غلہ ہو مگر اہل کتاب کے غلبہ میں اور انکا پاس جو گوشت ہو اس کے
 حلال نہیں تو کچھ شبہ تہا ہی نہیں بلکہ اگر شبہ تہا تو اس بات میں شبہ تہا کہ جس حلال جانور کو
 اہل کتاب نے ذبح کیا ہو اسکا گوشت بھی حلال ہے یا نہیں اور آیت و طَعَامُ الَّذِینَ اٰتَوْا الْکِتَابَ
 اِیْیَیْهِمْ کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ حَلٰلِ مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَہُمْ اِذَا کَلَّ ذَبْحَتِہِ اِیْیَہِمْ کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ حَلٰلِ مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَہُمْ
 اور تمام کھانے کی چیزیں ہیں۔

چنانچہ تفسیر کشاف میں لکھا ہے و طَعَامُ الَّذِینَ اٰتَوْا الْکِتَابَ قُلْ هُوَ ذَا بَعْضِ مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَہُمْ
 جَمِیعُ مَطَاعِمِہُمْ وَیَسْتَوِیْ فِیْ ذٰلِکَ جَمِیعُ الْمَنَاصِرِ

اور نیز شاپورای میں ہے و طَعَامُ الَّذِینَ اٰتَوْا الْکِتَابَ لَکُمُ الْاَکْثَرُ عَلٰی اَنْ تَلْزَمُوْا
 بِالطَّعَامِ الَّذِیْ تَلْزَمُوْنَ مَاقُلْ اَلَا یَہْدِی الْوَحْیَ الصِّدْقَ وَالْذَّبْحَ وَلَیْسَ مَاسُوْیَ الصِّدْقِ

۱۔ متعلق صفحہ ۱۰۔ مگر یہ ظاہر کیا پس کما ذبح ہے نام اس اہل کفر کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا تو نہیں حلال ہے
 چنانچہ سنابلک کہ اسنے حرف مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا اللہ سجدہ اور مسیح کا نام لیا تو نہ کما یا جاوہر ذبیحہ اسکا۔
 ۲۔ اور کما اذ انکا جو دے گئے ہیں کتاب۔

۳۔ اور کما ان لوگوں کا بنکود دی گئی کتاب کما گیا ہے کہ وہ (یعنی کما) ذبايح اسکا ہے اور کما گیا ہے تمام
 کھانے انکے اور برابر میں اس حکم میں سب نصاریٰ ۳۔ اور کما اذ انکا بنکود دی گئی جو کتاب حلال ہو

والذبايح محلل قبل ان كانت لاهل الكتاب وبعد ان صارت لهم فلا تتبع لتخصيصها
 لاهل الكتاب فائدة وعن بعض أئمة السرب ان المراد هو الخبز والفاكهة وما لا يحتاج منه
 الى الزكوة وقيل انه جميع المطعومات -

اور تفسیر ضیاء می میں ہے و طعام الذین ادوا الكتاب حل لکم یتناول الذبايح ذبیحاً
 اور تفسیر معالم النثر میں ہے و طعام الذین ادوا الكتاب حل لکم میرید ذبايح لم یذ
 والنصارى -

غرض کہ طعام کے لفظ میں ذبايح اور وہ گوشت بوزکوة سے حاصل ہوا ہو اور ہر قسم کا
 کما د ا ضل ہے -

الشبهة الثالثة بعض لوگ ذبیحہ میں شبہ کرتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں کہ ذبیح
 سے بانور اسوقت حلال ہوتا ہے جبوقت کہ اسی طرح ذبیح کیا جائے کہ جس طور مسلمان کے ہا
 ذبیح ہوتا ہے اور اگر گریزوں کے ہاں جو گوشت ہوتا ہے یہ بات معلوم نہیں ہوتی ہے کہ مکھو

(تفہیم شیعہ) واسطے ہمارے اکثر علماء سپر متفق ہیں کہ مراد طعام سے ذبايح ہے اسلئے کہ وہ آیت جو اس
 آیت سے پہلے سے بیچ بیان شکار کے اور ذبايح کے ہے اور اسلئے کہ سب پر نہیں سوا ہے شکار اور ذبايح
 کے حلال کی گئی ہیں پہلے اس کے کہ یہودیوں و اہل کتاب کی اور بعد اس کے کہ یہوگیوں واسطے ان کو
 پس باقی را واسطے خاص کرنے ان کے اصل کتاب کے لئے کچھ فائدہ اور بعض آئمہ سے روایت ہے کہ یہودی
 انہیں یہ ہے کہ مراد طعام سے صرف وہی اور یہودیہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت ان کی ذبیح کی نہیں ہے اور یہ بھی کہا
 گیا ہے کہ مراد طعام سے سب کھانے کی چیزیں ہیں -

لے اور کسانان لوگوں کا کہ یہودی گئی کتاب حلال ہوتا ہے لئے مثال ذبايح اور ذبیح ذبايح کو

لے اور کسانان لوگوں کا کہ یہودی گئی کتاب حلال ہوتا ہے لئے وہاں ہے ذبايح یہودی اور نصاری سے

ذبح بھی کیا ہے یا نہیں کیونکہ اکثر انگریز جانور کو بغیر ذبح کئے ہوئے گردن مروڑ کر یا سرتوڑ کر مار دیتے ہیں اور اگر ذبح کیا ہو تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُسکو موافق قاعدہ مسلمانوں کے ذبح کیا ہے یا نہیں اور اگر موافق قاعدہ مسلمانوں کے ہی ذبح کیا ہو تو کسی اہل کتاب نے ذبح کیا ہے یا نہیں کیونکہ انگریزوں کے اس بات کی ہی کچھ حسیا نہیں کہ جانور کو اہل کتاب ہی مارے۔

اس شبہ کا جواب ہم کئی صورت سے دیتے ہیں اول تو یہ صورت ہے کہ ہندوستان میں اس شبہ کو پیش کرنا بیجا ہے اسلئے کہ وہی قصائی اور وہی ذابح جو ہمارے کمانے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے ہاں ذبح کیا ہوا گوشت دیتے ہیں اور اگر یہ نہ تو ہمیں اس قسم کا شبہ کرنا توہمات میں داخل ہے کیونکہ مکہ طعام اہل کتاب کا جنس صریح خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں امر شبہ ہے اور اصول کا مسئلہ ہے کہ یقین شبہ سے زائل نہیں ہوتا۔

علاوہ اسکے ابو داؤد میں باب اللحم لا یدری اذکر اسمہ اللہ علیہ اہل حضرت عائشہ یہ حدیث مذکور ہے انہم قالوا یا رسول اللہ ان قومًا حدیثنا عنہم بجاہلیۃ یا تو تنالہم ان لا ندرہم اذکر اسمہ اللہ علیہا ام لم یدکرہ انما نکل منھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا۔

اگرچہ یہ حدیث نو مسلموں کے باب میں ہے لیکن جبکہ اہل کتاب کا ذبح کیا ہو گوشت کمانا یا نہ اس باب اس گوشت کا کہ معلوم نہ ہو کہ سپر نام خدا ذکر ہوا ہے یا نہیں۔

اے انہوں نے کیا یا رسول اللہ جو لوگ کہ نئے عہد والے ہیں ساتھ جاہلیت کے رہے ہیں۔ مسلمان ہوئے ہیں (لاتے ہیں گوشت ہم نہیں جانتے ہیں کہ سپر اسم کا نام انہوں نے لیا ہے یا نہیں یا کیا ہیں ہم وہ گوشت تو دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سپر نام اللہ کا اور کماؤ۔

درست ہے جیسا کہ مسلمان کا تو اس وقت اس بات کے نہ ساموم ہوئے کہ آیا ہو جب قاعدہ کے
 ذبح ہوئے یا نہیں اُسکا کمانا جائز نہیں ہے۔

فوالملکیر لا یابس بطعام الیہود والنصارى کل من الذبائح وغیرہا وفیہ انما توکل
 ذبیحۃ الکتابی اذا لم یشرک ذبیحہ ولم یسمع من شیء او شہد مع من سمع منہ تسمیۃ اللہ تعالیٰ
 وحذ لا نہ اذا لم یسمع منہ شیئا تحمل علی انہ قلمی اللہ تعالیٰ تحینا للظن بہ کما بالمسکون
 دوسری صورت یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے حلال کیا ہے جس طرح
 کہ انکے نزدیک اور ان کے مذہب میں جانور کی زکوٰۃ درست ہے وہی انکا ذبیحہ ہے اور اسی کا
 کمانا ہم مسلمانوں کو حلال ہے یہاں تک کہ اگر اصل کتاب کسی جانور کی گردن توڑ کر مار ڈالنا یا سر پیاز کر
 مار ڈالنا زکوٰۃ سمجھتے ہوں تو ہم مسلمانوں کو اسی کا کمانا درست ہے۔

سب سے اول اور بہت بڑی سند یہ بات کے لئے ابو داؤد کی حدیث ہے باب ذبائح
 اہل کتاب میں اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے قَالَ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ
 ولا تأکلوا مما لم یدکر اسم اللہ علیہ ففسخ واستثنیٰ من ذلک فقال طعام الذین اتوا بالکتاب لکم
 لہ مالگیری میں ہے کچھ مضائقہ نہیں طعام میں یہود اور نصاریٰ کے مذہب کے کیا نہیں ذبائح یا ذبائح یا مالگیری
 میں ہے کمانا جائز ہے کہ کتابی کا اس وقت ہی کہ نہ موجود ہوں اس کے ذبح کی وقت اور نہ سنا ہو اس سے کچھ یا موجود
 ہوں اُن وقت اور نہ سنا گیا ہو اس سے نام لینا اور ہی کا کیونکہ جب نہ سنا گیا ہو اس سے کچھ تو فعل کرینگے کہ اس نے
 بیشک اور کا نام یا نہیں ہے من ظن کے ساتھ اس کتابی کے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ چاہئے۔

لے کمانا خدا تعالیٰ نے جس کمانا تم اس جانور کو ذکر ہو اس پر نام اس کا اور نہ کمانا وہ کہ اس پر نہیں ذکر ہے
 اللہ کا سو فائدہ کیا اس کا اللہ نے اور ہشتا کیا اس میں سے تو فرمایا اللہ نے کمانا ان لوگوں کا جنکو وہی گئی
 کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کمانا تمہارا حلال ہے ان کے لئے۔

ولھا مکمل لھم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے بوج میں موافقت ہمارے قواعد و نوح کے شیطانی ہے۔

دوسری یہ دلیل ہے کہ جو احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب اُن کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا ذریعہ تعالیٰ نے ہکو حلال کر دیا ہے تو اُس میں یہ شرط کسی طرح نہیں لگ سکتی کہ جس طرح ذبح کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اُسی طرح وہ بھی ذبح کیا کریں یہاں تک کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر ذبح کریں تو بھی اُسکا کھانا درست ہے۔

فی الملحد ولود نجو یہودی اذ نصرانی علی اسم غیر اللہ کانصرانی یدبحر باسم المسیح
فاختلفوا فیہ قال ابن عمر لا یحل وهو قول ربیعۃ وذهب اکثر اهل العلم انہ یحل وهو قول
الشعبۃ وعطاء والزهري و مکحول سئل الشعبۃ والعطاء عن النصرانی یدبحر باسم المسیح قال
یحل فان الله تعالی قد احل ذبایحهم وهو یعلم ما یقولون وقال الحسن اذا ذبح الیهودی انصرانی
فانکر اسم غیر اللہ وانت تسمع فلا تأکلہ فاذا غاب عنک فکل فقد احل الله ذالک

لہ معامل میں ہے اور اگر ذبح کیا یہودی یا نصرانی نے بنام غیر خدا مثلاً نصرانی ذبح کرے ساتھ نام مسیح کے تو اختلاف ہے اس میں امام ابن عمر نے کہا کہ حلال نہیں اور یہ ہی ہے قول ربیعہ کا اور گئے میں اکثر علماء اس طرف کہ حلال ہے اور یہ قول ہے شعبی اور عطاء اور زہری اور مکحول کا سوال کیا گیا ہے صحیح اور عطاء نے کہ ایک نصرانی جو ذبح کرے بنام مسیح علیہ السلام کے اس کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا کہ حلال ہے کیونکہ حلال کر دے اللہ تعالیٰ نے اُنکے ذبیحہ اور ائمہ خوب جانتا ہے کہ نصرانی ذبح کیوقت کیا کیا کرتے ہیں۔ اور حسن بصری نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی ذبح کرے اور نام یسوع غیر خدا کا اور تومس یسوع تو نہ کہتا تو اسکو اگر تیرے سامنے ذبح نہ تو کہنا دینیک اللہ نے یہ کہا حلال کیا ہے۔

گر ہمارے اہل ایک وجہ خاص سے اس روایت پر نہیں ہے اور نہ اسپر ہم تل کر نیکی اجازت دیتے
ہیں اور نہ اسپر زیادہ بحث کر نیکی ضرورت سمجھتے ہیں کیونکہ کوئی انگریز کسی ملک میں کسی جانور کو
باسم المسیح ذبح نہیں کرتا۔

تیسرے یہ کہ اگرچہ مخفی مذہب کی کتابوں میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں ہے الا
مالکی مذہب کی کتابوں میں بہت تفصیل ہے جو اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔

تفسیر امام ابن العربی میں تحت تفسیر بیت و طعام الذین اوتوا الکتاب میں لکھا ہے۔
سئل عن النضرانی قتل عند الدجاجة ثم يطعمها هل تؤکل معه او تؤخذ منه طعاماً
فقلت تؤکل لا تأخذ طعامه وقد اجتنأه رهبانہ وان لم تکن هذه زکوة عندنا ولا
کن الله ابلع طعامهم مطلقاً وکلما راينا حلالاً لهم بجائدتهم فهو حلال لنا الا ما
ورد فی حرمة انتھی کلامہ باختصار۔

اس کے سوا معیار میں لکھا ہے سئل عن ابو عبد الله الجار عما ذکره ابن العربی عند
قول الله تعالى وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اذا سئل عن النضرانی فیسئل عن
لے اور کما انکا جنکو وہی ہے کتاب۔

مے پوچھا گیا ہے کہ انی جو قتل کرے مرغی اور چکائے کہ تو تو آیا کما فی جاوے ساتھ اس نے انی کو
یا ایسا جاوے ہے اس میں سے کچھ کمانے کے لئے تو میں نے کما کہ کما فی جاوے کیونکہ وہ کما ہے اسے انی کا
اور جائز کیا ہے کہ کھانے اگرچہ نہیں ہے یہ بیچ ہمارے یہاں گرامہ نے بیان کر دیا ہے انکا کما
مطلقاً اور جو کما کہ کس عجزان کے سے حلال ان کے دستہ خوان پر تو وہ حلال ہے ہمارے لئے
الا وہ کما کہ وارو ہوا ہے صریح حکم اسکی حرمت کا تمام ہو الا کلام انکا باختصار۔

مے پوچھا گیا ابو عبد الله الجار سے وہ مسئلہ کہ ذکر کیا ہے اسکا ابن العربی نے پاس توں اللہ تعالیٰ کے

الدجاجة ثم يطبخها هل تؤكل معه أو تؤخذ منه طعاماً فقال تؤكل لأنها طعامه وحل ذلك
 قول في المسدونة يجوز الفتوى به أم لا وهل يجوز للإنسان في خاصته نفسه أن
 يعمد ويحل به أم لا قال بعد ذلك كلاماً وندحلاً كما في دهنهم فهو حلال
 لنا إلا ما ورد نص في حرمة فاجاب وقفت على السؤال في مسئلة قلت النص في
 رتبة الدجاجة هل يأكلها المسلم معه أو يأخذها منه طعاماً فافق القاضى بالعبء
 يجوز ذلك ولم تزل الطلبة والشيخ تستشكلها ولا إشكال فيها عند صاحب الشامل
 لأن الله تعالى أباح لنا طعامهم الذى يستخونه في دينهم على الوجه الذى
 شرع ولا يشترط أن تكون مأكولهم موافقة لركائنا في ذلك المتيقن المذكي ولا يستثنى
 إلا ما حرم الله علينا على الخصوص كالخنزير إن كان من طعامهم ويستحلون بالزكوة
 التى يستحلون بها بدمهم إلا نفاه وكالميتة وأما ما لعمهم علينا على الخصوص فهو مباح لنا
 أو كما أنما ينكحوى كفى كتاب حلال به تبارك لى بكة حوال هو أن سے بابت اس نصرانی کے کہ کفار
 یوں گردن مرغی کی اور پکاوے اسکو تو کمال جاوے وہ مرغی ساتھ اس نصرانی کے یا لیا جاوے
 اس میں سے کچھ کھا لیں تو کما بن العربی نے کہ کمال جاوے کیونکہ وہ کما ہے نصرانی کا اور کیا یہی حکم
 ہے کتابوں میں فتویٰ دینا اسپر جائز ہے یا نہیں اور کیا جائز ہے انسان کو کہ خاص اپنے لئے اپہ
 اعتماد کرے اور عمل کرے اور کما ہے ابن العربی نے بعد اس قول کے سب چیزیں کہ حلال جانتے
 ہیں وہ لوگ اپنے دین میں حلال میں ہکو سوائے اس کے کہ حکم آیت اس کے حرام ہو نیکا۔ تو جواب دیا ابو
 عبد اللہ البجائز نے کہ واقع ہو میں اس سوال سے بیچ مسئلہ توڑ دینے نصرانی کے گردن مرغی کی کہ
 کماوے مسلمان وہ مرغی ساتھ اس نصرانی کے یا یوں اس میں سے کچھ کھا لیں تو فتوے دیکھنے میں
 تاضی ابن العربی اس کے جوڑ کا اور طالب علم اور مشائخ ہمیشہ اس کے شبہ میں رہتے ہیں اور

کسائر اعمتصم وکما یفتقر الی الزکوۃ من حیوانات فاذا ذکاہ علی مقتضی دینہم حل
لنا کلاہ ولا یشترط فی ذلک موافقۃ ذکوۃ تہم وذلک لثمر خصہ من اللہ تعالیٰ
ولیسیر علینا فاذا کانت الزکوۃ مختلفۃ فی شہر عنافتکور ذبحانی بعض حیوانات
ونحر فی بعض وعقر فی بعض وقطع عضو الراس ویشہہ کما ہی ذکوۃ افراد او وضعہ
ملء حار وذلک فی الخمر فاذا کان الاختلاف موجودا بالنسبۃ الی حیوانات فی غیرہا
فلذلک قد یکوہ فی شہر غیر ملتنا سل عن حیوان علی وجہہ الزکوۃ فاذا فعل الکذا
(باقی حاشیہ) حال یہ ہے کہ کچھ شہر بنیں ہے نزدیک صاحب شمال کے اسلے کہ اللہ تعالیٰ نے بنا
فرمایا ہے ان کا سب کما اگر حکم حلال جانتے ہوں وہ لوگ اپنے دین میں جس میں پرکھتے
وہیں میں حکم شرع ہے اور بنیں ہے یہ شہر اگر ذبح انکا ہمارے ذبح کے موافق ہو اس حیوان حلال کہ
ہونے میں اور ان کا کوئی کما اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہے سوائے ان چیزوں
ہمچہ اللہ نے حرام کی میں مثلاً سوز اگرچہ ہے انکا کما اور حلال کرتے ہیں اسکو سادہ

جس سے حلال کرتے ہیں چوپایں کو اور مثلاً مردار کو پر نہیں کہ حرام نہیں خاص پر ساجہ
کہ سب کلمات ان کے حکم حلال میں اور جتنے جاندار کہ ثابت ان کے ذبح کی جاتی ہے جب تک کہ
اسکو موافق اپنے دین کے تو حلال ہے حکم انکا کما اور نہیں شرط ہے ان میں کہ انکا ذبح موافق ہو حکم
خون کے اور یہ بات ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور آسانی ہے ہمچہ پس جبکہ ذبح جاری ہے
میں مقتضی حکم کہ بعض حیوان کا ذبح ہے یعنی گلا کا ٹٹا اور بعض کا خون یعنی یہ کہ کما اور بعض کا دم یعنی
زخمی کرنا اور بعض کا سر وغیرہ اعضا کا کٹنا یا شہر کہ ذبح افراد کی ہے یا انکا گرم پانی میں اور یہ اس کی ذمہ
میں ہوا ہے کہ کچھ شہر اور دیک شہر میں پیدا ہوتا ہے پس جبکہ اختلاف ذبح پر نسبت حیوانات
کے ہوا ہے شہر میں ہوتا ہے تو ایسا ہی ہو حکمات کہ ہوا ہے اختلاف ذبح اور شہر میں ہی

ذات الکناطعامہ کما اذن لنا ربنا سبحانه ولا یلینان شیخ علی شریعتہم فی ذلک
 ان اذا امرنا ذوی دینہم یمتحنون ذلک الکنا قاضی القاضی لا طعاما لجارہم ورجلہما
 الزان قال واما قولہم هل ذلک قول فی المذہب وهل یجوز الفتوی بہ ام لا فهو کلام منکر
 مشککی لان ظاہر ان ما یفتی بہ من قاضی المسلمین ذلک ولا خلاف ان المسلم اذا
 سئل عن الرجلۃ او غیرہا اھا میتة واما کلام القاضی اذا کان المسلم مع کتابی فعل الکنا
 من یاکل المسلم ذلک الطعام ام لا فقال القاضی یجوز للمسلم لا یفعل ذلک یجوز ان
 یقول کہم هل ذلک قول فی المذہب وهل یجوز الفتوی بہ کلام غیر مفصل بل اهل المذہب
 کلہم یقولون ویفتون ان کل طعام اهل الکتاب حلال لنا الا ما خص من ذلک کما تقدم
 فہذہ المسئدہ ما لا یختلف فیہا ولا یتوقف علی الفتوی بہا ان ما وقع استشکال کلام
 کمال فیہ اذا ما صل فیہ علی الوجہ الذی تقدمت فی نق صاحب المعیار بالاختصار

مردن کسی جائز کی واسطے ذبح کرنے اسکے کے سوا اگر کتابی نے یہ کیا ہے
 یہاں اسکا کیونکہ جائز دی ہو ہمارے رب سبحانہ نے اور لازم نہیں ہو کہ کوکب بحث
 میں انکی شریعت پر یہ باب میں بلکہ جب کہیں ہم کہ انکے دیندار لوگ حلال جانتے ہیں اسکو تو کیا
 ہم وہ کسارتے قاضی نے اس نے کہ یہ کما مان کے عالموں اور ان کے پر نیر گاروں کا ہے۔ یہاں تک
 کہ فرمایا قاضی نے کہ اور یہ کما تھا کہ کیا یہ قول ہے مذہب میں اور کیا اسپر فتوی جائز ہے یا نہیں ایک
 بات نہایت نا پسند اور شبہہ انداز ہے اسواسطے کہ ظاہر قول قاضی کا یہ ہے کہ وہ یہ فتوی دیتے ہیں
 اسکو کہ آمورفت کرے اور معاملہ کرے اس کے ساتھ مسلمانوں میں سے اسکا۔ اور اس میں کچھ خلاف
 نہیں ہے کہ مسلمان توڑ ڈالے اگر گردن مرغی کی یا کسی اور جانور کی تو بیشک وہ مردار ہے۔ اور کلام حق
 کا صرف اتنی ہے کہ جب مسلمان ہو کتابی کے ساتھ اور اس کتابی نے یہ کیا تو وہ مسلمان ہی یہ کیا اسکا وہ

اور یہ بات منقح ہو چکی ہے کہ اگر کوئی شخص مقلد کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص سلسلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کر لے تو ناجائز نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اسکی نص صریح اسکے مذہب میں موجود نہ ہو پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے ماننے والے کہہ سکتے ہیں۔

میری صورت یہ ہے کہ جو گوشت ہمارے سامنے آیا ہے نہ تو معلوم ہے کہ اسکو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے اور نہ یہ معلوم کہ اسکو کسی کفار نے ذبح کیا ہے اس لیے اسکو کھانے سے منع ہے۔ اور نہ یہ معلوم ہے کہ اسکو کسی مشرک نے مارا ہے کیونکہ انگریزوں کو مشرک کے مارے ہوئے جانور کے کھانے میں بھی کچھ پرہیز نہیں ہے اور ہندوستان میں اس بات کا زیادہ تر شبہ اسلئے ہوتا ہے کہ انگریزوں کے ہاں چار تک باورپی اور خد متنگار ہوتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ کسی مشرک نے اسے مارا ہو۔

اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حقیقت اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مشرک کا مارا ہوا حرام ہے مگر اس شبہ پر جو بیان کیا گیا عمل کرنے کے دو طریق ہیں ایک بموجب فتویٰ کے اور ایک بطریق احتیاط کے عمل اور فتویٰ کے یہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکا نہیں صریح خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے تو ہکمواسات کی تفتیش کی کہ باقی حاشیہ) یا نہیں تو فیضی نے فرمایا کہ جائز ہے مسلمانوں کا کھانا کھانے کو مسلمان یہ کام نہیں کرتا ہے کسی جاندار کے ساتھ سو یہ کہنا تھا کہ یہ قول مذہب میں ہے اور اس کے ساتھ فتویٰ بھی جو ایک بات لایا ہے ہے بلکہ سب اہل مذہب کہتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ کھانا اہل کتاب کا ہکمو حلال ہے سو اسکے کہ خاص ہے اس میں سے جیسا کہ اوپر گذرا۔ سو یہ سلسلہ ایسا ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور کچھ توقف اس فتویٰ کے دینے میں نہیں ہو سکتا ہے اس کے واقع ہوئے اشتباہ کلام فیضی میں اور حال یہ کہ کچھ شبہ

نہیں ہو سکتا ہے جس جگہ بتا ل ہو دے جسکو ثابت ہو تمام ہولی نقل صاحب حیار کی بالانتصار۔

کس نے فوج کیا اور کیونکر فوج ہو ہے کچھ حاجت نہیں اور جب تک کہ ہم کو ثابت نہ ہو جاوے کہ وہ مشرک کا مارا ہوا ہے اسوقت تک اسکے کہلنے سے انکار کرنیکی یا اسکے کہنا نیکو ناجا، سچے کی کوئی وجہ نہیں۔ یحسینا لظن بد کہا بالمسلمہ کما ذکرنا افھامن العالمگیری لیکن جب یہ معلوم ہو جائیگا کہ مشرک کا مارا ہوا ہے تو ابدتہ اسوقت اسکا کہنا ممنوع اور حرام ہے اور طریقہ احتیاط کا یہ ہے کہ اگر ایسا شبہ یا وہم دل میں آوے تو دریافت کر لیں اگر وہ حقیقت مشرک سے نقل کیا ہو نہ کماویں مگر اس شبہ خاص سے عموماً طعام اہل کتاب کیوں ناجائز ہوگا۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ ہم بلا کسی بحث کے نسبت فوج اہل کتاب کے یہ بات فرض کر لیں کہ تمام ذبائح بجز اس صورت کے کہ اسکو مسلمان نے فوج کیا ہو یا اہل کتاب نے مسلمان نے تو اذن فوج کے موافق فوج کیا ہو حرام اور ناجائز میں تو ہی صرف اسی گوشت کا کہنا ناجائز ہو گا جو اس طرح کے فوج سے حاصل ہوا ہے نہ اسکا جو مسلمان یا اہل کتاب مسلمانوں کے قاعدہ کے موافق فوج سے حاصل ہوا ہو اور نہ ان چیزوں کا جن میں فوج ہوتا ہے نہیں مثلاً مچھلی روٹی چائیل انڈیشینی وغیرہ پس صرف گوشت کی نسبت ہر شخص دریافت کر سکتا ہے کہ کس طرح حاصل ہوا اسکو نہ کماوے۔

یہی طریق ہم مسلمانوں میں بھی جاری ہے جب کوئی شیعہ ہمارے دسترخوان پر آتا ہے اور ہمارے اہل مچھلی کچی ہوئی تیار ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ یہ فلس دار ہے یا بے فلس؟ اگر بے فلس مچھلی ہووے تو وہ نہیں کھاتا کہ اسکے مذہب میں بے فلس کی مچھلی کھانا منع ہے۔ پس اگر ہم کو بہت احتیاط ہو تو یہی طریقہ ہم کو اہل کتاب کے ساتھ برتنا چاہئے۔

بے سبب سن فلن کے ساتھ کتابی کے جیسا کہ سن فلن ماتہ مسلمان کے ہے چنانچہ ذکر کیا۔

عالمگیری میں ہے

الشبهة المراجعة انگریزوں کے اُن کمانا پکانے والے چائیک ہوتے ہیں تو ان کا پکایا ہوا کمانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

یہ شبہ ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کے اُن کا پکایا ہوا کمانا ہو اور انگریز شریک ہوں یا انگریزوں کے اُن کا کمانا پکانے والے مسلمان ہوں نہیں ہو سکتا باقی یہی بات کہ کمانا پکانی والا انگریز یا کوئی اور جو مشرکین میں سے اگر انگریزیت تو وہ اہل کتاب ہے جس کے پکائے ہوئے کمانے میں کچھ مغلطو شرعی نہیں ہے اور اگر وہ مشرک ہے تو بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہری نہیں فی الحناۃ شرح الہدایۃ قال اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس قلت النجاسة فی اعتقادہم لا فی ذاتہم۔ پس جس طرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤں کے اُن کا پکایا ہوا کمانا اور حلوائیوں کی مٹھائی کھاتے ہیں اسی طرح اسکو بھی کھائیے جیسا احتمال سببات کہتے کہ اُسے انگریز یا مشرک پکانے والے نے پکانے میں بے اعتیاطی کی ہو اس سے بہت زیادہ احتمال حلوائیوں کی مٹھائی اور دودھ اور ہندوؤں کے پکے ہوئے کمانے میں ہے خصوصاً اُس کمانے میں جو چوکھ میں بنایا گیا ہو کہ بدو گوبر کے لینے کے چوکھ ہو نہیں سکتا پس جبکہ ہمارے اُن کے اُن کے کمانے میں کچھ تامل نہیں کرتے تو انگریزوں کے اُن کمانے میں اگر کسی شے کے پکایا ہو کیوں تامل کریں گے لان کل ذلک محکم و مدبہتاً حتی یقین جیسا کہ تھا۔

لے غایہ شرع۔ اس میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صرف مشرکین ناپاک ہیں۔ کتابوں میں نجاست اُن کے اعتقاد میں نہ آئی ذات میں۔

لے کینونکر اس سبب کے پاک ہونے کا حکم ہے جب تک کہ یقین نہ کی نجاست کا ہو وے۔

جناب مولانا شاہ عبد الغزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مسئلہ کی مانند ایک فتویٰ چھاپا گیا اور انہوں نے جواز کا فتویٰ دیا چنانچہ وہ فتویٰ بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

قوله المستفتی تقولون ان الادوية المركبة الرطبة التي يصنعونها اهل الحرب في دارهم من الادهان ومياه الاثجيار وغيرها هل يجوز استعمال المسلمين في دار الاسلام من غير ضرر وقته شديدة تبخر المخطورات ام لا يجوز وحل تعود النجاسة عند استعمال الادوية اليابسة بالسحق مع الماء والادهان ام لا وما حكم مدواهم وقوطا صم اذا بلت طامرا ونجس ولكن اضمحج التي يخمعون بها مكتوب بعد ان قبل بلعاب الفحل يجوز للمسلم ان يدخلها في فمه ليكون صالحا للختام وهي ايضا من مضوعاتهم في ديارهم۔

جواب يجوز استعمال الادوية المذكورة والصمغ وغيرها من مضوعات اهل الشرك بحكم هذه الرأية لعلوم البلوى اعداء التيقن النجاسة قال ابو حفص البخاري له قول فتوىٰ في هذا الكيا كيتے ہو تم کہ دو ایں مرکبات اور ترکہ بناتے ہیں اہل حرب اپنے ملک میں شہ آیتل اور درختوں کے عرق وغیرہ تو جائز ہے مسلمانوں کو انکا استعمال اپنے ملک میں بغیر ضرورت سخت کے کہ مباح کرتی ہے منوعات کو یا نہیں جائز ہے۔ اور کیا پیر آجاتی ہے نجاست بر وقت استعمال و در خشکے ساتھ پینے کے پانی میں یا تیل میں یا میں اور کیا ہے حکم دد کرنے کے کا اور کاغذ ان کے کا بیکر گلیا ہو جائے پاک یا اپاکہ۔ اور ایسا ہے وہ گونا گوند کہ کتے میں شس سے وہ اپنے خطہ لایا کر کے اپنے تنوک سے۔ تو جائز ہے مسلمان کو کہ یہ سے اس گوند کو اپنے منہ میں تا اسکو درست کرے فطو اہل نہ کرنے کے لئے اور وہ گوند بنایا جواسے ان ہی کا ان ہی نے ملک میں۔

جواب جائز ہے استعمال بن دواؤں مذکورہ کا اور اس گوند وغیرہ کا کہ بنائی ہوئی میں اہل شرک کی بوجہ حکم اس روایت کے واسطے عموم ہوے کے اور عدم تيقن نجاست کے۔ کہا ابو حفص بخاری نے

من شاك في امانه وثوبه او يديه اصابه النجاسة امد لا فوطا لها ليمتقين وكذلك انذار
والحياض التي يتخلفها اهل الشرك والبطالة وكذلك الثياب التي ينسجها اهل الشرك
والجمله من اهل الاسلام وكذلك الجباب الموضوعة والمكبة في الحرق والعمائم التي يتوهم بها
اصابة النجاسة تحل ذلك حكوم بطهارة حتى يتيقن بنجاستها واصل ذلك ما روى
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه استسقى عبد الرحمن بن عوف فقال سقيك من جرة حمرة
او من الجب الذي يشرب منه الناس فقال عليه السلام من الجب الذي يشرب منه الناس و
روى عن محمد بن واسم مرح ان رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله
اجرة ايض فخر اى مسطورة اتوضأ به احب اليك او وضوء جماعة المسلمين قال ^{لمسلمين} وضوء جماعة

جس شخص نے کر شک کیا اپنے برتن میں یا اپنے برتن میں یا اپنے کپڑے یا اپنے اتھوڑیں کہ لگی ہیں سکونجات
یا نہیں سو وہ پاک ہے جب تک کہ یقین نہ ہو اور ایسے ہی وہ کنوئیں اور حوض کہ سہتمال کرتے ہیں ان کو
اہل شہدک اور بطالت اور ایسے ہی وہ کپڑے کہ بتے ہیں ان کو اہل شرک یا جاہل مسلمان۔ اور ایسے
ہی وہ تیلیاں کہ رکھی ہوں یا لگائی ہوں خرقوں میں اور عماموں میں کہ جن میں دھم ہو دے۔ لگنے
نجاست کا سو اس سب کا حکم طہارت کا ہے جب تک کہ یقیناً نجاست نہ ہو دے۔ اور اس سب کی اصل وہ
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا عبد الرحمن بن عوف سے تو انہوں نے کہا نہ جو تیلیا
جو لگی ہوئی ہے اس میں سے پانی پلاؤں یا اس بٹے شکے سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں تو نہ لایا کہ بڑو
شکے میں سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں اور روایت امام محمد بن واسم سے ہے کہ ایک شخص یا اختر
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ اچھی رکھی ہوئی تیلیا جو لگی ہوئی ہے اس میں سے وضو کروں
تو یہ آپ کو پسند ہے یا وہ پانی کہ اس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ
وہ پانی جس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے۔

احب الاديان الى الله الخفيفة السخنة فتاوى عماديدو الله اعلم وفي الهداية سورة الاحقاف
 وما يוכלل كح طاهر لان المختطبة للعبا وقل تولد من كح طاهر يدخل فيه الجنب والخنزير
 والنفساء والكافر في الكافي شرح الهداية اذ لو حكم نجاسة لاخراج كل جنب وحائض
 الى الماء على حدة وفيه الحرج كما لا يخفى وفي العناية مشرح الهداية ثبت فوالصحيحين
 ان النبي صلى الله عليه وسلم مكن ثمانية ابن انا له في المسجد قبل اسلامه فلو كان نجسا
 لما مكنه من ذلك فان قلت قال الله تعالى انما المشركون نجس قلت الجحاسة في اعتقادهم
 لا في ذاتهم انتهى۔

بات یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں حقیقت سائل شرعیہ کی علی الخصوص اُن
 سائل کی جنکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا بالتصریح ان کے جائز ہونے کا حکم دیا
 سب دینوں میں وہ دین اللہ کو پسند ہے کہ راست ہو اور آسان ہو فتاویٰ عمادیدو اللہ تعالیٰ اعلم۔
 اور بایں میں ہے کہ بھٹا آدمی کا اور اس جانور کا کہ کھایا جاتا ہے گوشت اُسکا پاک ہے کیونکہ جو لاش ہے اُس
 میں وہ لعاب دہن ہے اور یہ لعاب پیدا ہوتا ہے گوشت پاک سے۔ اور داخل میں اسی حکم
 میں جنابت والے اور حیض اور نفاس والی عورتیں اور کافر۔ اور کافی شرح ہدایہ میں ہے کہ چونکہ اگر حکم انکی
 نجاست کا کریں تو بیشک حائضہ ہونگے سب جنبی اور حیض اور نفاس والی عورتیں علیحدہ برتن
 کے اور اس میں بہت جج ہے کہ یہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ثبات ہر
 صحیح بخاری اور مسلم میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھرایا ثمامہ بن اثالہ کہ جس میں اسکے مسلمان
 ہونے سے پہلے پس اگر نجس تھا تو اُسکو مسجد میں حضرت نے ٹھراتے۔ پس اگر تو یہ اعتراض کرے
 کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ ثمامہ مسلمان ہونے کے بعد
 میں ہے نہ انکی ذات میں۔

بخوبی مستحکم ہے اور بقیال ان مسائل کے نہ لوگوں کے براہملا کرنے کی کچھ حقیقت سمجھتا ہوں
 اور نہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کے دغلاسنے والوں کے پہر جانے کا اندیشہ ہے اور نہ
 مذہب نیاز کے بند ہونے کا کچھ خدشہ ہے اُسکے لئے ان تمام شبہات و ہمیشہ کے رد
 کرنے کے لئے صرف فیصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے یہودی کے
 ہاں کا پکا ہوا بغیر کسی خدشہ کے کیا اور جب آپ سے نصاریٰ کے ہاں کے کمانے
 کے باب میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لا یتخلجن فی صدرہا طعام کافی دوانی ہے
 کیونکہ یہ شبہات جب قدر کہ پیش کئے جاتے ہیں یہی تمام شبہات اسوقت ہی موجود رہتے
 اور باوجود ان سب باتوں کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یتخلجن فی صدرہا
 طعام پس جب کسی کا اقرار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار سے بڑا ہو اور
 وہ ان شبہات و ہمیشہ پر طعام اصل کتاب سے بچنے کا دعویٰ کرے۔

المشہدۃ الخاصۃ جن برتنوں میں کہ کمانا انگریزوں کے ہاں پکتا ہے اور جن
 برتنوں میں کمانا جاتا ہے ان کے پاک ہونیکا کس طرح یقین ہو سکتا ہے۔

یہ شبہ ایسی صورت سے کہ انگریز مسلمان کے گمراہ مسلمان کے ہاں کا پکا ہوا کمانا
 کما دین تعلق نہیں ہو سکتا ہے البتہ اس صورت سے کہ مسلمان انگریزوں کے گمراہ کمانا
 متعلق ہو کہ کہ ہے پس ایسی حالت میں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہیں
 آیا کہ یہ برتن یا شیشہ کے ہیں کہ جن میں اثر انبیاء و مرسلہ کا اگر ان میں کمانی پائی گئی ہو نفوذ
 نہیں کہ یہ شیشہ وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن میں اثر انکا نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم

طہر الخاں لے تیرے سینہ میں کوئی کمانا۔

لے سلطان لے تیرے سینہ میں کوئی کمانا۔

اول کے میں اور دہوئے میں تو ان میں کمانا بے خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بے
 دہوئے میں اور ان میں مخرمات کے کمانے جائیگا صرف احتمال یا ظن غالب ہے مگر یقین نہیں
 اور نہ کوئی ظاہری نجاست ان میں ہے تو بغیر دہوئے ہوئے میں کمانا مکروہ یعنی با احتیاطی
 سے مگر حرام یا موسع شرعی نہیں لان کل ذلک محکوم بطہا سرتہ حتی یقین بخاستہا
 اور یہ حکم کچھ انگریزوں ہی کے برتنوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام ان قوموں کے
 برتنوں سے متعلق ہے جو ان چیزوں کو کھاتے پیتے ہیں جنکا کمانا پینا ہماری شریعت میں حرام
 ہے اور اگر وہ برتن قسم دوم کے میں جن میں اثر نفوذ کرتا ہے جیسا کہ مٹی کے برتن اور چمکو
 اس بات کا یقین ہے کہ ان میں شراب پل گئی ہے یا سوڑ چکا یا گیا ہے تو ان کے واسطے
 یہ حکم ہے کہ اگر اور برتن ملیں تو ان میں نہ کماویں اور اگر اور برتن نہ ملیں تو ان کو دھو لیں اور
 کماویں۔

ابوداؤد میں ابو ثعلبہ السخنی سے روایت ہے شئ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم قال انا بخاؤز اهل الكتاب وهم يطبخون فی قلد و مرہم الخمر ہر و شہر ہون
 فی آئینہم الخمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وجدتمہم غیر ما فکلو افاہما
 و اشرہوا و ان لم تجدوا غیر ما فارضوہا بالماء کلوا و اشرہوا۔

سہ کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہو چکا ہے جب تک کہ اسکے پاپاک ہونے کا یقین نہ ہو۔
 سہ پوچھا ابو ثعلبہ السخنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گدڑ بڑتا ہے اہل کتاب پر
 اور نہ پکارتے ہیں اپنی انڈیوں میں سوڑ اور پیتے ہیں اپنے برتن میں شراب تو فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کھاؤ اور پیو ان میں اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو انکو پانی سے دھو کر
 ان میں کماؤ پیو۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں فانَّ جَدَّيْهِمَا فَلَا تَأْكُلُوْهُمَا
 ان لہ جدد و افعلوہا و کلو فیہا۔

ان حدیثوں کی نسبت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اور برتن میں توہیر انگریزوں کو برتنوں میں
 کمانا نہ چاہیے مگر ایسا سمجھنا تین وجہ سے غلط ہے۔

اول یہ کہ یہ حدیث ان برتنوں سے متعلق ہے جن میں شراب اور سوڑا کھانا پکا یا پانا
 اس زمانہ میں انگریزوں کے یہاں جو عام رواج ہے اس میں شراب پینے کے برتن بالکل
 علیحدہ ہیں اور سوڑا کمانے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں بلکہ ہر قسم کے کمانے کے برتن
 جدا جدا ہیں پس یہ حدیث ان برتنوں کے سوڑا اور شراب کے کمانے کے نہیں میں متعلق
 نہیں ہو سکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث ان برتنوں سے متعلق ہے کہ جن میں اثر ماکول اور شراب
 کا اثر ریت کرتا ہے۔

تیسرے یہ کہ تمام علما نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ نہی امتیاطی ہے اور
 انگریزوں کے برتنوں میں دھونے کے بعد کمانے میں باوجودیکہ اور برتن موجود ہوں کچھ
 کراہت بھی نہیں ہے چنانچہ اس مقام پر وہ روایتیں نقل کرتے ہیں۔

شیخ شکوۃ ملا علی قاری لکھتے ہیں لَا تَأْكُلُوْا مِنْهَا اِیْ اِحتیاطاً فَاغْسَاوْهَُا مَجْعُوْب
 ان کان ظن البجاسة والا فامر ندب۔

لے اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کمانا نہیں اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو یہی دہولہ اور ان ہی میں کماؤ۔

لے نہ کماؤ تم ان برتنوں میں یعنی احتیاط کے لئے بس دھوؤ انکو یہ حکم وجوبی ہے اگر مودے گمان
 نجاست کا ورنہ یہ حکم استجابی ہے۔

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کتاب الصید والذبائح میں لکھا ہے۔ وثقل
 يقال هذا الحديث مخالف لما يقول الفقهاء فانهم يقولون يجوز استعمال او
 اني المشركين اذا غسلت ولا كراهة فيها بعد الغسل سواء وجد غيرها ام لا وهذا
 الحديث يقتضيه كراهة استعمالها ان وجد غيرها ولا يكره غسلها في نفي الكراهة وانما
 يغسلها ويستعملها اذا لم يجد غيرها والجواب ان المراد بالنهي عن الاكل في
 انبيهم التي كانوا يطبخون فيها لحم الخنزير ويشربون الخمر كما صرح به في رواية ابى
 داود واما نهي عن الاكل فيها بعد الغسل الاستعداد امر وكونها معتادة النجاسة
 كما ذكر في الاكل في الخمر المغسولة واما الفقهاء فمراد به مطلق آنية الكفار التي ليست
 مستعملة في النجاسات فهذه يكره استعمالها قبل غسلها فاذا غسل فلا كراهة فيها لانها لم تلمس
 وليس فيها استعداد ولا عيريد وانفي الكراهة عن آنية تصد المستعملة في الخنزير وغيره
 من النجاسات والله اعلم۔

لے کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالف ہے قول فقہاء کے کہ وہ کتے میں جائز ہے استعمال شرکین کے برتنوں کا
 جب وہ سوے جاویں اور کچھ کراہت ان میں نہیں بعد وہ ہونے کے اور برتن ان کے سوا موجود ہوں
 یا نہ ہوں اور یہ حدیث مقتضی ہے اسکی کہ استعمال ان برتنوں کا مکروہ ہے اگر اور برتن ان کے سوا موجود
 ہوں اور صرف دھوئی انکا کافی نہیں ہے کراہت کے دور کرنے کے سبب اور جو سوے اور
 برتن انکو جب نہ موجود ہوں اور برتن اور جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ منع کرنا کہ
 سے ان کے اس برتن میں کہ پکاتے ہیں اس میں گوشت سور کا اور پیتے ہیں اس میں مشروب پناچہ
 یہی تصریح ہے روایت ابی داؤد میں اور منع کیا گیا ہے ان میں کمانا غسل کے بعد نہ ہونے کے سبب
 اور اسلئے کہ ان میں نجاست ہی کی مادت ہے پناچہ مکروہ ہے کمانا بچوں کے برتنوں میں اور انکیا ہو

علاوہ اسکے ابو داؤد میں جو دوسری حدیث جابر سے روایت ہے اُس میں صاف
 بلا کسی خدشہ اور کسی قید کے مشرکین کے برتنوں کا استعمال آئی ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔
 عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَغْرُوْهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضُيْبٌ مِنْ آيَةِ الْمُشْرِكِينَ
 وَاسْتَقْتَصِمْنَا فَمَتَعُوا بِهَا فَلَا يَعْيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ۔

وَقَدْ سَأَلَ مَوْلَانَا شَاهُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَحْدُوثُ الدِّهْلَوِيُّ عَنْ هَذَا أَفْجَابَ هَكَذَا كَمَا
 هُوَ مَذْكُورٌ فِي قِصَاصِهِ وَهَذِهِ عِبَارَةٌ يَكُونُ الْأَكْلُ وَالشَّرْبُ فِي أَوَانِي - الْمُشْرِكِينَ قَبْلَ
 الْغَسْلِ لِأَنَّ الْغَالِبَ وَالظَّاهِرَ مِنْ أَوَانِهِمُ الْبِخَاسَةِ وَأَنَّهُمْ يَسْتَحْلُونَ الْخَمْرَ وَيَشْرَبُونَ
 ذَلِكَ وَيَأْكُلُونَ وَيَطْعَمُونَ فِي قُدُورِهِمْ وَفِي قِصَاصِهِمْ وَأَوَانِهِمْ فِكْرَةُ الْأَكْلِ فِيهِمَا ^{يُغَسَّلُ} ^{فِيهِمَا} ^{يُغَسَّلُ}

متعلق صفحہ ۲۰۔ اور فقہاء کی مراد یہ ہے کہ مطلق برتن کا دوس کے جو نجاستوں میں استعمال نہیں میں مکرر
 ہے انکا استعمال دہونے سے پہلے اور جب انکو دہولیا تو کچھ کراہت نہیں کہ وہ پاک ہیں اور نہیں ہے
 ان میں کچھ گن اور نہیں مراد ہے فقہاء کی یہ کہ کراہت نہیں ہے ان کے ان برتنوں میں جو استعمال
 میں خنصریہ وغیرہ نجاستوں میں والدہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں جلتے تھے
 تو جلتے ہوئے برتنوں کے اور پانی کے برتن انکو تو برتنے ہم انکو سو حضرت عیوب نہیں لگاتے تھے انکا ہم پر۔
 ۲۔ اور یہ کہ شہید عبدالعزیز سے انکا حکم تو یہ ہے جواب دیا کہ وہ مذکور ہے ان کے فتاویٰ میں اور
 یہ انکی جہاں سے کہہ رہے ہیں کہ انکا اور مینا مشرکین کے برتنوں میں پہلے دہونے سے اور ظاہر ان کو
 برتن میں نجاستوں سے دورے حلال جاتے ہیں مشرب اور پیتے ہیں انکو اور کہلاتے پکاتے
 میں اپنی ہاتھوں میں اور اپنے گھروں میں اور اپنے برتنوں میں تو کراہت ہے کہ ان میں دہونے
 سے پہلے۔

اعتبار الظاهر كما كره التوضي بسوء الحاجة لانها لا تتوقى من الجحاسة غالباً لان الم الاصل
في الاشياء الظاهرة وتشكيكاً في الجحاسة فلم يثبت الجحاسة بالاشك هذا اذا لم يعلم
بجحاسة الاواني واذا علم فانه لا يجوز ان يشرب فيها قبل الغسل ولو اكل وشرب كان
شامراً باوكل آخر اما هذا حاصل ما ذكر في الذخيرة -

قال الجبل (الطيب) صلى الله تعالى وما ابتلينا من شراء السمق الخسل واللبن
والجبن وسائر المايجات من الهند على هذا الاحتكال تلويث او اذ يهر وان ساء هم لا
تتقين عن السرقين وكذا ياكلون لحم ما قتلوه وذلك ميتة في المجتب ان لم يجد بد
منهم ان يستوثق عليهم ان يجنبوا عن السرقين والميتة فالشك عليهم بامرهم ان يعطوا
او لا يعطوا

اعتبار ظاہر کے جیسا کہ کرہ ہے وضو ساتھ جوئے پانی زنی کے کرہ مالب نجاست سے نہیں بچتی ہے
کہ اصل اشیا میں امارت ہے اور شک کرتا ہے نجاست میں تو نہیں ثابت ہے نجاست شک ہو
میکر نہ معلوم ہووے نجاست برتنوں کی اور جب معلوم ہووے تو نہیں جائز ہے کہ پورے ان میں پل
دہونے سے اور اگر کمایا یا پانی یا ان میں تو ہوگا حرام کا کناؤ الا یا حرام کا پینے والا یہ حاصل ہے اسکا
جو ذخیرہ میں ہے -

اسے کہنا ہے بندہ (یعنی میب) صلاحیت دے اللہ اسکو اور وہ چیزیں کہ مبتلا میں ہم ان میں خریدنا گئی کا
اور سرکہ کا اور دودھ کا اور پنیر کا اور سب رقیق چیزوں کا ہندو کے اس سے اسی حکم میں میں سبب
اتہال آلودگی ان کے برتنوں کے اور ان کی عورتیں نہیں بچتی ہیں نجاستوں سے گوبر سے اور
کھانی میں گوشت اس جانور کا قتل کرتے ہیں اسکو اور یہ مردار ہے اور مجتنب میر ہے کھنے کے پلے
چارہ اس بات کا کہ نہ اعتماد کرے ان پر کہ بچیں وہ گوبر اور مردار سے تو دشوار ہوگا کہ حکم کرے
انکو کہ دیویں وہ اپنے برتن

مسلم ایضاً اور یضلاً وید یہ حدیثی من المسلمین والاولیٰ بالحقہ فتویٰ
والتحزب التقویٰ کذا فی نصاب الاحتساب۔

اور اس باب میں کہ وہ پانی جس سے وہ برتن دھوئے گئے پاک تھا یا ناپاک شرماً
کچھ شبہ نہیں ہو سکتا اسلئے کہ کوئی پاک چیز شبہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی جیسے کہ ابھی
بیان ہوا۔

علاوہ اسکے قیر الوصول میں خاص انگریزوں کے گزروں کے پاک ہونے میں اثر
صحابہ موجود ہے اور یہ حدیث اس میں ہے وعن ابن عمر قال توضع عمری رضی اللہ عنہ بکیم
فی جرنصر انیة ومن بیتھا اخرجہ منہ بن قلت وترجمہ بد البخاری واللہ اعلم۔
المشجعة السادستہ میز پر ٹیکہ چھری اور کانٹے سے کمانا اور تشبہ بالنصاری
کرناس طرح پر جائز ہے۔

اس شبہ کا حل دو طرح کرنا پاتے اول یہ کہ فی نفسہ میز پر ٹیکہ اور چھری اور کمانا
اور چھپ سے کمانیکہ کیا حکم ہے پھر تشبہ کا حکم بیان کیا جاوے چھری سے کمانا جائز البکہ
سنت ہے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو چھری سے کا کر
تناول فرمایا ہے۔

مسلمان کو کہ وہ جوہر کو گھوڑیوں وہ اپنے اہل سے سامنے مسلمانوں کے اور اگر یہ ہو سکے
تواہ تقویٰ ہے۔ پھر گمان تقویٰ ہے یہی نصاب الاحتساب میں۔

صلہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وضو کیا عمر رضی اللہ عنہ نے گرم پانی سے جو ایک نصرانی عورت
کے گہر میں اور انہی کے گہر میں تھا یہ حدیث امام زین نے کمالی ہے۔ اور میں کتابوں کو اسکو بخاری
نے ہی بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث ہی صحیح ہے تو اسکی تطبیق پہلی حدیث سے شیخ
عبدالحی محدث و معلومی نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت میں اس طرح پر کی ہے۔
اگر حدیث ہی صحیح ہست و گویا شتہ باشد کہ نیک انج یافتہ و احتیاج بریدن ندارد
و آنچه در پریدن آید در آنچه نفع یافتہ بعد اس کے شیخ محدث دہلوی نے اسی مقام پر حدیث
نہی کو اور بھی ضعیف کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ نہی ایسی ہے جیسا کہ ائمہ سے گوشت
توڑنے پر نہی آئی ہے اور انکی عبارت یہ ہے۔

بچنا کہ نہی از بریدن گوشت بکار و در و دیافتہ از گرفتن گوشت از استخوان بدست
نیز منع گوشتہ واقع شدہ و در جامع الاصول از صفوان بن امیہ آورده کہ گفت بود من کہ
میں خورم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و میگرفتم گوشت را بدست خود از استخوان فرمود
نزدیک بگرواں گوشت از وہن خود کہ وے گوارا تر و سبک تر ہست رد او بود اور
وروی الترمذی۔

پس یہ نہی ایسی نہیں ہے کہ جبکہ ارتکاب میں کچھ قباحت ہو وے کیونکہ کچھ
نہی حکمی نہیں ہے چھپا اور کانٹے کے استعمال کا قیاس چھری پر کرنا پاتا ہے کہ ان کے
استعمال کی ممانعت کہیں نہیں ہے چنانچہ ایسی چیزیں جنہں ائمہ ہر تاب سب چھیچہ
کے کہ اس کے میں ولا یجاب ولا یکرد۔

پھر یہ کہ اس کے لئے کوئی حدیث منع کی وارد نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ
جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی چپاتی تناول نہیں فرمائی اور کبھی
تشریوں اور کاپیوں میں کھانا تناول نہیں فرمایا ہے اور نہ کبھی میدے اور روے کی
اور چنے جیسے شے کی روٹی کھائی اسی طرح کبھی خوان پر یعنی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا

پس جو مال کہ ان چیزوں کا ہے وہی میز پر کھانے کا ہے جس طرح وہ بھاج میں اسی طرح یہ بھی مباح ہے۔

بخاری میں قمار وہ ہے۔ روایت سے مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبْزًا مَرَقًا وَلَا شَاتًا مَسْمُوطَةً حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

اور حضرت انس سے روایت ہے مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَلَى سَكْرَةٍ قَطُّ وَلَا خَبْزًا مَرَقًا قَطُّ وَلَا أَكَلَ عَلَى خَوَانٍ قَطُّ قِيلَ لَقَادَ تَغْلِي مَاكَ وَأَنَا كَقَوْلِكَ وَاللَّهِ السَّكْرَةُ بَعْضُ السَّيْنِ وَالْكَافُ وَالرَّاءُ الْمَشْدُودَةُ وَفَاتِحَةُ أَحْيَامٍ وَقِيلَ الرَّاءُ الْمَغْلُوتَةُ وَهِيَ صَحَائِفٌ صَغَارٌ فِي الْقَامُوسِ۔

وَقِيْلَ يَجْمَعُ الْبَحَارُ وَلَا أَكَلَ عَلَى خَوَانٍ قَطُّ مَوْجَدٍ فِي ضَعْفٍ عَلَيْهِ الطَّعَامُ عِنْدَ الْأَكْلِ لَمْ يَكُنْ مِنْ دَابِّ الْمَرْفُوقِينَ لَمْ يَلْزِمُوا فِي النَّطَاطِ وَنَالُوا خُصَاءً۔

یہ نہیں کہانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیانی اور نہ کبری کا گوشت جتنا ہوا یاں اس کے لئے کہ وہ حلال ہے۔

نہ نہیں جانیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور نہ شتری کے کبھی اور چپائی کبھی اور نہ خوان پر کبھی تو کھایا قمار وہ ہے کہ پس پر کھانے سے تو کہا کہ وہ شرعاً حلال ہے۔

تھے سکڑے ہیں سین اور کان اور نہ رشتہ یہ دانی پر پیش ہے اور حیم پر زبرد اور بعض راہ پر بھی زبردتوں میں اور وہ ہے کہ بایں میں چوٹی چوٹی یہ ہی قماروں میں۔

تھے اور جمع البہار میں ہے اور نہ کھایا اور نہ خوان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان پر چیز ہے کہ جس پر کھانے کے وقت کھانا رکھتے ہیں اس لئے کہ یہ ہستور ہے تو نگروں کا کھانا کہ وہ ہستور ہے چکن کی۔

ابو بخاری میں ابو حازم سے روایت ہے اِنَّهُ سئل سئل اهل البيت في نزول النبي
صلى الله عليه وسلم الفتي قال لا فعلت كُنْتَهُ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ قَالَ لَا وَلَكِنْ كُنَّا نَقْفِي۔

اس سے ثابت ہوا کہ بس طرح کما نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کما یا اس طرح
کا کما نہ سنت ہے اور اسکے سوا فی نفسہ بباح ہے اسی طرح دستہ خوان پر کما نہ سنت اور
میز پر کما نہ فی نفسہ بباح ہے۔

اب باقی یہی بحث نسبت تشبیہ کے اور اس باب میں حدیث حسن تشبیہ فقہ
فہومند ہے۔ لال کیا جاوے کتاب اللباس باب ما جاء في الاقيّة میں ابو داود
نے لکھی ہے۔

مگر اس حدیث کو اس سلسلہ سے کچھ بھی مافوق میں نہ مناسب ہے کہ اول نفس
الخاصہ حدیث میں غور کیا جائے کہ قوم سے کیا مراد ہے اور تشبیہ سے کیا مراد ہے اور
منہم کے کیا معنی ہیں اور اس کے بعد حدیث کے معنی بیان ہوں۔

تشبیہ کسی قوم کے ساتھ اور وقت، کما یا ہو سکتا ہے کہ ما بالآلہ تشبیہ خاصہ اسی قوم کا ہو اور
کسی قوم میں نہ پایا جاوے نیز پڑھیکر کما یا ہو پڑھیکر کما یا ہو پڑھیکر کما یا ہو پڑھیکر کما یا ہو
نہیں ہے بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بھی اسی طرح پر کما تے ہیں پس کیا وجہ ہے
کہ جو میز پڑھیکر کما یا ہو ان کو مشابہت اخلاقی کے ساتھ دیکھا جائے اور اراک کے ساتھ
لے پچا ابو حازم نے سئل سے کہ کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ دیکھا کہ انہیں پڑھیکر
یہ قوم چھا کر تے تھے جو آٹا کھائیں مگر یہ کہہ دیتے تھے۔
یہ تشبیہ کر کے کسی قوم کے ساتھ وہ اس قوم میں ہے۔

تہ کتاب پوشاک باب ان حدیث کا کہ آئی میں پہننے کے کپڑوں میں

جس سے علی مخصوص ایسی صورت میں کہ مسلمان کے حق میں نیک گمان چاہئے پس جبکہ یہ بات بخوبی معلوم ہو کہ جو لوگ میز پر ٹھیکہ کھاتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور عقائد اسکے کہتے ہیں تو کیوں انکے اس فعل کو نصاریٰ کے ساتھ تشبیہ دیوں اور مسلمانوں کے ساتھ تشبیہ نہ دیوں اور یہ بات کہ ترکوں کی قوم کو ہندوستان کے لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ان کے ساتھ مشابہت دیں اس میں کچھ قصور ترکین کا نہیں ہے بلکہ اشتہارِ عینہ والوں کا قصور ہے۔

اب لفظ تشبیہ پر غور کرنا چاہئے کہ آیا اس لفظ سے تشبیہ نام مراد ہے یا غیر نام مراد ہے تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کیا جو شخص صرف انگریزی جوتی پہن لے یا بگلی پر سوار ہو کر نکلے یا گھوڑے پر انگریزی کا ٹی بجائے زین کے رکے یا چینی کے برتنوں میں کماؤے یا شیشہ کے گلاس میں پانی پیوے یا کرسی پر بیٹھے وہ سب معنی لفظ تشبیہ میں داخل ہونگے حالانکہ جزئیات میں تشبیہ ساتھ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے پانچہ ترمذی نے شامل میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعروہ کان المشركون یفرقون ^{میں} وکان اهل الکتاب فیما یسدلون رؤوسہم وکان یحب موافقة اهل الکتاب فیما لم یؤس فیہ شئی ثم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید ہے چوڑتے تھے اپنے بال اور حضرت ابوبکرؓ نکالتے تھے اور اہل کتاب سید ہے چوڑتے تھے اپنے بال اور حضرت علیؓ نکالتے تھے اور اہل کتاب کی جس امر میں کہ حکم نہوا ہو یہ حضرت ابوبکرؓ نکالتے تھے۔

اور اگر لفظ مشابہت سے مشابہت نام مراد ہے بآئ لا یعرفن امدھومن الفساد
 امھومن الاثرات تو ایسی مشابہت میز پر بیٹیکر کہانے پر متحقق نہیں کیونکہ کوئی شخص جسکی
 ظاہری و باطنی آنکھیں نہ اسے تعالیٰ نے اندہی نہ کر دی ہوں اگر مسلمانوں کو میز پر کہاتے دیکھ
 تو کوئی اسکو یہ شبہ نہیں ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز میں یا مسلمان بلکہ مسلمانوں کو مسلمان
 پہچان لیگا۔

مولانا شاہ عبدالغزیز رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فتویٰ دیا ہے کہ جو باتیں کفار کے
 ساتھ ایسی مخصوص ہیں کہ کوئی مسلمان انکو نہیں کرتا انکا کرنا تشبیہ میں داخل ہے اور منع
 سے اور ایسی باتیں جو کفار پر مخصوص نہیں ہیں گو کفار انکو بہت زیادہ کرتے ہوں اور مسلمان
 کم ان کے کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی با
 جو مخصوص کفار کے ساتھ ہو بنظر آرام و فائدہ کے کچھ اوجے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بعد
 اسکے وہ لکھتے ہیں کہ جو تشبیہ کہ منع ہے وہ یہ ہے کہ اپنے تئیں انہیں میں گننے اور بلا
 شبہ اس طرح اپنے تئیں کفار میں گننا منع کیا بلکہ کفر ہے نہ یہ کہ جو باتیں دنیا کے آرام کی
 کفار کرتے ہیں ان کے اختیار کرنے میں وہ تشبیہ لازم آتا ہے جو شرعاً منع ہے چنانچہ
 ہم اس مقام پر فتویٰ شاہ عبدالغزیز صاحب کا بعینہ نقل کرتے ہیں۔

فتویٰ شاہ عبدالغزیز رحمۃ اللہ علیہ در باب تشبیہ مجرہ شہہ جاوی الثانی شہ
 موعود تو اس طرح ہے کہ مخصوص کفار باشند و مسلمانان آزار استعمال نکنند خواہ در
 لباس خواہ در چیز دیگر بطریق اکل و شرب داخل تشبیہ است و ممنوع و انچہ مخصوص کفار
 نیست گو کہ کفار آزار بیشتر استعمال کنند و مسلمانان کمتر مضائقہ ندارد و محض اگر بعض
 نے نہیں پہچاننا کہ انصافی ہے یا تک۔

از امور مخصوصہ کفار بنا بر آرام و یا بنا بر فامہ دنیاوی استعمال کنند بے آنکہ خود را مشتبہ بنا
سازند مضائقہ ندارد آری تشبیہی کہ ممنوع است مطلقاً آنست کہ خود را و اعدا و آئنا
داخل کنند و امالہ قلوب بانہا داشته باشند و همچنین تعلیم لغت ایشان و ضبط ایشان بنا
تشبہ بہ ممنوع اما بنا بر اطلاع بر مضامین کلام ایشان یا خواندن خطوط ایشان
اگر تعلیم لغت کنند یا خط ایشان بنویسند مضائقہ ندارد و در حدیثی کہ در مشکوٰۃ مذکور است
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید ابن ثابت را بتعلیم خط یہود امر فرمودند و زید ابن ثابت
آزاد و عرصہ قریب آموختند و تشبہ و رعبادات واجبہ و مطلقاً ممنوع است احادیث
و آیہ بریں بسیارند غرض کہ تشبہ بانہا بر چیزے کہ باشد داخل منع است و آنمستحق
زبان ایشان براس اطلاع یا پوشیدن پوشاک براس فامہ بدنی مضائقہ ندارد و حق
اگرچہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتویٰ میں تشبہ ممنوع
کی نسبت بہت سی قییدیں لگائی ہیں اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظوں پر کہ ہے کہ
خود را و اعدا و آئنا داخل کنند یہی در حقیقت اس حدیث کو اس قسم کی تشبہ سے ہی کچھ
علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اسی مقام پر لکھا جاوے گا۔

اب لفظ منہم پر غور کرنا چاہیے کہ منہم کے لفظ کے کیا معنی میں آیا یہ معنی میں کہ جس
شخص نے مشابہت تمام نصاریٰ کے ساتھ کی تو وہ بھی نصرانی ہو گیا۔ و ان اعتقاد
ان لا اله الا الله محمد رسول الله وان يتقبل قبلتنا واسئل ذہبتا وان صلی
صلواتنا وصام میامنا۔ غالباً امید ہے کہ کوئی متعصب بہ تعصب یہاں تک

نہ اگرچہ اعتقاد کرے لا اله الا الله محمد رسول الله اگرچہ قبلہ بنائے ہمارا قبلہ اور کھائے ہمارا فیجی اور نماز پڑھے
ہماری نماز اور روزہ رکھے ہمارا روزہ۔

اور معنی اسکے میں چائیں پس معنی اس حدیث کے یہ نہیں میں جو لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ یہ معنی میں جو ہم بیان کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اس حدیث کو نہ طعام سے علاوہ نہ کسی قسم کے تشبہ سے جو اور کسی قوم کے ساتھ کیا جاوے۔ تعلق ہے نہ اس حدیث سے کوئی حکم شرعی بحالت تشبہ بقوم آنہ بخیر ایک حکم کہہ سکا بیان کیا جاتا ہے مرا اب اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ حالت حال و حال یا وہ کسی واقعہ میں ہو مسلمان اور اور کسی قوم کے لوگ ایک جگہ سے جاوے تو انکی شناساوت کہ کون مسلمان میں کون نہیں میں کیونکہ کیا وہ تکرار اب بخیر و گنہگارین موافق اس قوم کے او کیا جاوے پس صرف اسی باب میں یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے کہ جس قوم کے شاہ جو جو اسی قوم میں اسکو شمار کرنا چاہئے اوپر نکلا اس طاعت کی شناساوت انباب اوپر لباس کے مندرجہ فوقی ہے اسلئے تمام حدیثیں نے اس حدیث کو کباب اللباس میں ذکر کیا ہے اور اسی حدیث کی بنا پر روایات فقہیہ کباب نشہ میں مذکور ہیں

مثل اسکے اور مؤثر اس گفتگو کے ایک اور حدیث اور وہ میں آخر کتاب انہاء میں ہے کہ منہج بن جذب امام اہل اہل اہل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہج بن جذب کہیں و سلک معہ فادنا مثله یعنی جس طرح کہ انسانی میں شرک کا گناہ ہے اور اباب مٹھو نہیں رہ سکتا بیطرت اسکا ہی مضبوط نہیں رہ سکتا۔

لہذا قرآن مجید سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھوں کو ایسا ساتھ نہیں لے کے اور انکی کے ساتھ تو وہ بھی مانتے ان ہی کے ہے۔

اب ر ایک اعتراض جو بعض متعین نسبت اسکے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو کہ میز پر بیٹھ کر کھانا یا انگریزوں کے ساتھ کھانا ان ہندوستانیوں نے اختیار کیا ہے جو عیسائی ہو گئے ہیں اور انکی صورت میں اور اکثروں کے لباس میں کچھ فرق نہیں ہے پس جو مسلمان انگریزوں کے ساتھ یا میز پر بیٹھ کر کھاتا ہے وہ اس بات میں تشبہ کرتا ہے کہ وہ بھی منتشر ہے مگر اس قسم کا شبہ اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے بہر حال اس شبہ کا یہی جواب ہے کہ حدیث تشبہ کو اس قسم کے افعال سے کچھ تعلق نہیں نہ اسکی نسبت اس میں کچھ حکم ہے معذرا یہ تخصیص جو ہندوستان میں جاری ہے وہ اس سبب سے ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اس تعال کو جو بلاد اسلام میں جاری ہے اور تمام انگریز اور مسلمان آپس میں کہتے ہیں اور میزوں پر کھاتے ہیں ہندوستان میں رائج نہیں کیا پس مسلمانوں کو اسکا رواج دینا چاہئے کہ وہ تخصیص از خود باطل ہو جاوے گی

فَيَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ تَعَامَلُوا عَلَيَّهَا لَا عَلَى نِيَةِ الْعَجَبِ وَالتَّكْبَرِ بَلْ عَلَى نِيَةِ تَرْفَعِ حَالِ الْمُسْلِمِينَ لِكُلِّ مَا يَنْظُرُ بِهِمْ قَوْمٌ بِنَظَرِ الْحَقَائِقِ هُمْ أَعْدَادُ وَامْنِ الزَّلَّةِ وَالْمُسْكِنَةِ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي صُدُورِنَا وَحُجَجَكُمْ عَلَيْنَا بِمَا فِي قُلُوبِنَا مِنْ حَسَنِ النِّيَّةِ أَوْ عَيْبِهِ -

مولانا مولوی شاہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ رفع یدین نماز میں اگرچہ سنت ہدی ہے مگر جو کہ ان بلاد میں شعائر اہل تشیع کا ہے تو اس سے احتراز اولیٰ ہے لہٰذا سوائے مسلمانوں پر تاؤ کر تو ہم سپر نہایت نور اور تکبر کے بلکہ بہت ترقی حال مسلمانوں کے تاکر نہ کیا کہ انکو کوئی قوم ساتھ حقارت کے سبب انکی ان عادتوں کے جو ذلالت اور مسکنت کی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے اور حکم کر گیا موافق اس کے کہ ہمارے دلوں میں ہے حسن نیت یا خیر حسن نیت ہے۔

مولانا رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل کفار اسی وجہ سے ہو گیا ہے کہ تم نے ترک کر رکھا ہے
پس اگر تم انکو اختیار کر دو گے تو انکے شعار کی خصوصیت نہ رہیگی پس جو امر کہ مہلج ہے
انکے کریونوں پر اسوجہ سے کہ اس ملک میں اور کوئی مسلمان نہیں کرتا کسی طرح کی ملاست
نیں ہو سکتی

انصاف کہنے کی بات ہے کہ میز پر کھانا تو تشبہ بالنصارى ہووے اور مہلج کو یعنی
انکے کمانیکو ترک کرنا اور انکے کھانے والے کو کافر جاننا اور ذات سے گرا دینا اور فقہ
پالی بنا کر دنیا تشبہ بالیہود نمودے تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جہان میں یہ مشہور ہے
کہ جہاں کسی نے کھانا انگریز کے برتن میں کھالیا وہ کافر ہو گیا اور کم قوموں اور کم ذاتوں
میں تو یہ بہالت کی رسم ہے کہ جب تک وہ پیارہ کچہ نہ رکھ کرک اور پچایت نہ دے
اور پھر کرفاضی اسکو مسلمان نہ کرے تب تک وہ ذات میں نہیں آیا جاتا اور پھر چاہوں
کے خوف سے کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا تمہاری بہالت ہے شراب پینے سے
ہو آدمی کافر نہیں ہوتا نہ کہ حلال اور مہلج کھانے سے یہ بلا اسی سبب سے ہے اور
سبب سے حرام میں اسکا روائے بھی ہو ہے کہ علما ان کے دور سے اور اپنی ذرا نیاز
کے خوف سے اور اپنے تئیں جھوٹ سونے کا صاحب تھے علی و دواعی جہالت سے کہ لے کر اور
جولابوں میں بیٹھ کر تعریف سننے کے لالچ سے کلمہ حق زبان پر نہیں لاتے صاف اسی طرح
حدیثوں کو اور حکموں اور مسئلوں کو پیاتے ہیں اور عوام کی تالیف بقاوب کے واسطے اس
مسئلہ کو کبھی بغیر تشبیہ کے حرام بتلاتے ہیں کبھی اسکو باعث محبت اور دوستی کا بتلا کر منع
نہرتے ہیں مگر افسوس یہ کہ ہندو اور مشرکین کے حق میں اس قسم کا کوئی مسئلہ جاری نہیں
کرتے انکے دینی بہانی بجاتے ہیں اور انکے میلوں میں شریک ہو جاتے ہیں

اور ان کے ساتھ راہ و رسم دوستانہ رکھتے ہیں ان کے گھر کے کھانا کھانے میں تو کبھی کوئی مسلم کاغذ کیا لٹکا بھی نہ دے اور اصل کتاب کے کھانا کھانے سے کاغذ اور ترہد جو جاوے اس کا کیا سبب ہے یہی سبب ہے کہ جو طریقہ جاری ہو گیا ہے وہ سنت ہے اور جاری نہ ہو وہ بدعت ہے۔ سبحان اللہ میں کو بھی دل لگی نہ اڑکھا ہے۔

بعض صاحب فرائض میں کہتے ہیں کہ قبول کیا کہ اس قسم کے کتاب میں کوئی غلط شرعی نہیں ہے مگر قصر کا انعام تو بیشک ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے انوار من مواضع التعمیم پس مسلمانوں کو ایسا ہے اور سے کہ اتمام تقصیر جو بچنا چاہیے۔

یہ کنگو نہایت تریب ہے۔ یہ مواقع تعمید ہیں اور غلط شرعی میں اور جو امر کہ شرعاً مباح میں نہ ہو اس کا اطلاق کیسے نہیں ہو سکتا۔

الشہید المباح۔ بعض شیعہ کہتے ہیں کہ تیسرے کیا کہ ان آیات و روایات پر طعام اصل کتاب کا بیان ہوا گو نہ وہ آیت طعامہم حل لکم وطعامکم حل لہم سے موانعت اور ایک جگہ بیکر کھانا کھانا سے نکلا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو خود اشارۃ النفس سے صریحاً موانعت نکلتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے بلکہ یہی فرمایا کہ انکو مسلمانوں کا کھانا ہی حلال سے یعنی وہ انکا کھانا کہ ان کو اور یہ ان کا اور اسی سے اشارہ ہے موانعت پر۔

دوسرے یہ کہ ابو داؤد میں جو حدیث ابن عباس سے مروی ہے جس کے فیہ من و اھل طعام اصل کتاب ہے اس حدیث کو ابو داؤد نے ابغض میں لکھا ہے جس لئے کہ ان کا تہا ہے اور تہا ان کو لئے حلال ہے لہذا اور حلال ہے کہ اصل کا۔

پایا جاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کھانا جائز ہے۔

تیسرے یہ کہ جب ساتھ بیٹیکر کھانے میں کوئی مخلوق شرعی نہیں ہے تو اس کے ساتھ نہ کھائی جائے نہ پیئیں۔

چوتھے یہ کہ شام بعد الغریز صاحب نے اپنے فتوے میں صاف لکھا ہے کہ اگر پرہیزگار کے ساتھ اور اسکے دسترخوان پر اور ان کے بتوں میں کھانا بشرطیکہ منکرات میں سے کوئی چیز نہ ہو اور نماز و برتن نجس نہ ہو صاف ہے اور یہی ہم ہی کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس سے زیادہ نہ کہہ سکتے ہیں۔

المشہدۃ الثامنتہ - اس پر یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ ساتھ بیٹیکر کھانا، آپس میں اختلاط رکھنا باعث ازویا و محبت و تولا کاست اور مسلمان کے ساتھ اور کسی مذہب والے سے تولا و دوستی شرعاً جائز نہیں اس واسطے اہل کتاب کے ساتھ بیٹیکر کھانا جو باعث محبت و اخلاص کا جو مابہ حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔

اس اعتراض سے دو ام کی تسلیم تو لازم آگئی اول تو اس بات کی کہ انگریزوں کے ساتھ کھانا فی نفسه تو ناجائز نہیں ہے اگرچہ عدم جواز بتواغیر ہے۔

دوسرے اس بات کی تسلیم لازم آئی کہ اگر ایک آدمی دفعہ اتفاق سے کھلے تو کچھ مضافتہ نہیں ہے کیونکہ ایک آدمی دفعہ کے کھلنے میں کچھ تو در و استلزام نہیں ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علماء نے بھی دو ایک دفعہ کے کھلنے لینے کا فتویٰ دیا ہے اور عالمگیری اور مطالب المؤمنین اور نصاب الاعتساب کی روایت پر استدلال کیا ہے اور وہ روایتیں یہ ہیں۔

عالمگیری و تہذیب محمد بن الاکمل مع المجوس ومع غیارہ من اہل الشریعہ

انہوں نے محل املا وحکی عن الحاکم الامام عبدالرحمن الکاتب انہ ان ابتلی رسول
مرفوع اور متین فلا باس به واما الدوام علیہ فمکرمہ کذا فی الحیط

مطالب المؤمنین و ہمنا تفصیل لایمن من معرفتہ ان الاکل مع الجحش
ومع غیر الجحش من اهل الشراک حل مباح املا وحکی عن الحاکم الامام ابن عبد
الکاتب انہ یقول ان ابتلی بہ المسلم مرۃ اور متین فلا باس بہ ہماروی ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم کان یا کل فانا کافر فقال اکل معک یا محمد فقال نعم فقد
اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الکافر مرۃ اور متین لہا لیف قلبہ علی الاسلام
فانہ مکرمہ ہما نہینا عن فحشاء طعمہ وموالا تہم وتکثیر سوادہم وروی انہ

صفحہ ۴۴۴۔ اور میں ذکر کیا ہے محمد رح۔ لکھا اساتذہ مجوسی کے اور غیر مجوسی کے بوال شریک
میں کہ حلال ہے یا نہیں۔ حکایت ہے ماکم امام عبدالرحمن الکاتب سے کہ اگر مبتلا ہو وہ مسلمان
ہیں ایک باریاد یا تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دوام و دوستی اسپر مکرود ہے یہی قول ہے۔

مطالب المؤمنین میں ہے۔ اور یہاں ایک تفصیل ہے کہ ضرر سے بابتنا اسکا۔ وہ یہ ہے کہ کفار
مجوسی کے اور غیر مجوسی کے ساتھ جو مشرک میں بیان ہے یا نہیں تو حکایت ہے ماکم امام عبدالرحمن
کاتب سے کہ اگر مبتلا ہو اس میں مسلمان ایک باریاد یا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کما ہے سے کہ ایک کافر آئے اور کہہ دیں کہ اے
آپ کے ساتھ اسے محمد تو کما اپنے کہ اے کما وہ بیٹیک کما یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار کے ساتھ
ایک باریاد باریاد اسلئے دل لگانے انکے کے اسلام پر مکرود دوستی اسپر مکرود ہے اسلئے کہ حضرت

کے گئے میں انکی دوستی سے اور غلط ملط سے اور بہت کرنے ان کی محبت سے ہے۔ اور روایت ہے۔

علیہ السلام قال من اجفأ ان تاكل مع غير اهل دينك وهذا يدل على انه لا ياكل
مع غير اهل ملتہ ورمی انه اكل مع غیر اهل دینہ فلا بد من التوفیق ووجه بارونہ
اولا بالاکل مرة او مرتين ويحمل هذا الحديث على الاكل معهم وذكر القاضي الا
سكان الذين السعدى ان النجوس اذا كان لا يميزهم فلا بأس بالاكل معهم وان كان
يميزهم فلا بأس اكل معه لان يظن به الكفر والشرك فلا ياكل معه حال ما يظن به الكفر كما في
آخر الفصل العاشر من سير النخبة استهـ

نصاب الاحتساب وهل ياكل مع الكافر فان كان مرة او مرتين لما ليق قلبه
الاسلام فلا بأس فانه صلى الله عليه وسلم اكل مع كافر مرة فحملنا على الله كان

کوئی نہ سنی اسلام علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہ کلمہ تو اپنے غیر دین والے کے ساتھ
اور یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ غیر دین والے کے ساتھ نہ کھانا پیتے۔ روایت ہے کہ کلمہ اپنے ساتھ لے
علیہ وسلم نے ساتھ غیر دین والے اپنے کے تو ضرور ہے کہ ان دونوں میں موافقت ہو جاوے۔
اور جو اس حدیث کی کہ نہ اول روایت کی ہے یہ کہ کلمہ ایک بار اور یہ حدیث علی کی گئی
ان کے ساتھ کلمہ چار بار کیا قاضی امام رکن الدین غفری نے کہ جو اس آیت نامہ میں کریں
تو کہ یہ منافق نہیں ان کے ساتھ کلمہ نہیں اور اگر زور نہ کریں تو نہ کلمہ ان کے ساتھ اس وقت کہ وہ ظاہر
میں کہہ اور نہ کہہیں نہ ایسا ہوا۔ ان کے ساتھ اس وقت کہ وہ ظاہر کریں کفر اس وقت کہ یہ ہی اس وقت
آخر یہ ذخیرہ کا

نصاب الاحتساب میں ہے کہ کیا کلمہ کے ساتھ کافر کے ہیں اگر چہ ایک بار اور بار بار
دل لگائے ان کے کہ اسلام پر تو کہ یہ منافق نہیں ہے اس کے کہ کلمہ حضرت علی علیہ وسلم نے
ساتھ کافر کے نہیں لیا اس کے کہ یہ کیا حضرت نے

لما یف قلب علی الاسلام ولكن یکره المداد مة علیه لما روى عن النبى صلى الله علیه وسلم
انه قال من الجفاء ان تاكل مع غیر اهل دینك وحمل هذا الحديث علی المداد مة او مد
علی ان لم یکن نیتة فالیف قلبه علی الاسلام وحمل الحديث الاول علی ان من
کان نیتة فالیف قلبه علی الاسلام توفیقاً بین الخاضعین ۔

گراس زمانہ کے ان عالموں سے جنہوں نے ان روایتوں کو اہل کتاب کے
ساتھ صرف ایک دو دفعہ کما ناجاز جوئے اور اس سے زیادہ ناجاز ہونے پر دلیل پیش
کیا ہے ان سے صریح غلطی ہوئی ہے اسلئے کہ ان روایتوں میں جو احکام میں وہ مجوس
اور بت پرست مشرکوں کے ساتھ کھائیں میں نہ اہل کتاب کے ساتھ اور جس شخص نے
استثنائی جی سے ہی قرآن پڑا ہو گا وہ بھی بابتنا ہو گا کہ قرآن مجید میں بہت سے ایسے
احکام مشرکین کی نسبت میں جو اصل کتاب سے ملاؤ نہیں رکھتے ہیں ان روایتوں کو
اہل کتاب کے ساتھ کھانے پر مستدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتیں ایسی قبیح
میں جو قرآن اور احادیث صحیح کے متقابل لائی جا دیں مگر تم تو لی اور دوستی کے ممنوع
ہر نیکی زیادہ تر تحقیقات کرتے میں اور جو تو لی کہ شرمناک ہے اسکو بالشریح بیان کرتو
میں پناہ پھر ان آیتوں کو نقل کر کہ میں تو لی کی نبی آئی ہے پھر انکی قسم صحیح و تحقیق
کہیں گے ۔

دستے تالیف اسکے کے اسلام پر لگا کر وہ بہت مدامت پہ اسلئے کہ روایت ہے کہ فریاض
نے کہ غلام ہے کما اخیر دین دایکے ساتھ اور لکھا کہ یہ حدیث سننے کی اوپر مدامت کے پناہ
کہ نہ دے نیت اسکے تالیف طلب کی اسلام پر اور جس کی گئی حدیث پہلی اسپر کہ ہو دے نیت
تالیف قلب کی اسلام پر ۔ دستے موافقت کے دونوں حدیثوں میں ۔

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى اولیاء بعضهم
 اولیاء بعض ومن یولہم منکم فانه منهم ان الله لا یرہى القوم الظالمین
 فترى الذین فی قلوبہم مرض یمسکون بکلمہ یمسکون فہم یقولون نخشے ان تعینا
 دائرۃ فحسہ الله ان یاقی بالفتح او امر من عندہ فیصبر علی ما اسرہ فی انفسہم
 فادہین ویقول الذین آمنوا اہولاء الذین اتفقوا بالہ جہد یا ما نہم انہم
 ملعکوجبطت اعمالہم فاصبحو خاسرین ۔

آیت دوم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین
 آیت سوم لا تتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین
 آیت چہارم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدکما اولیاء تا قون الیہم بالمودۃ

۱۔ اے ایمان والو! بناؤ تم یہ اور نصاریٰ کو اپنا دوست کہ بعض ان کے دوست میں جس کے اور
 جو کوئی آئے۔ دوستی کر چکا ان میں سے جو کائنات کے خدا تعالیٰ نہیں راہ جو ہا تا تب قوم انکا کو پس
 دیکھنا کہ ان لوگوں کو کہ بن کے دل میں مرض ہے جہادی کرتے ہیں ان کے اندر کہتے ہیں کہ تم ہتھ
 میں کر چو پئے ہم پر کہ کی ہست گردش سو قریب ہے کہ اللہ دیکھ قریب الی اللہ ایک اور اپنے پاس
 سے پس جو بائیس یہ لوگ اور پاس سے کہ پیا انہوں نے اپنے دل میں دشمنان اور کہتے ہیں ایمان دار
 کہ تم کہائی ان لوگوں نے اللہ کی ہست و خیر و قسم کروے بیشک تمہارے ساتھیوں میں سے گئے کام
 ان کے اور ہو گئے ٹوٹے والے

۲۔ اے ایمان والو! بناؤ تم کافروں کو دوست سوائے مؤمنین کو۔

۳۔ چاہئے کہ نہ بناویں ایمان والے کافروں کو دوست سوائے مؤمنین کے

۴۔ اے ایمان والو! بناؤ تم ہر دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست کہ تو تم انکی طرف سے اللہ دوستی کے ۔

آیت نجم والآت بعد الذکری مع القوم الظالمین ۔

آیت شمس لا تجد قوما یمنون باللہ والیوم الآخر یأدون من حاد اللہ ورسولہ
لو کانوا ابانہم سدا وابنائہم سدا واولیاءہم سدا وعشیرتہم ۔

ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی مثل میں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سو
مورات عیناً ممنوع شرعی نہیں ہے بلکہ صرف وہی موالات جو من حیث الدین ہو حرام
ہوئے ہیں بلکہ کفر ہے اور موالات من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے
کہ اسکا مذہب اور دین بسکوانے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست رکھیں اور صرف
اسی قسم کی موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی ۔

ہم مسلمان اپن مذہب کے علماء متقدمین اور صلحا اور اولیاء اللہ سے محبت کرتے
ہیں اور کوئی دنیاوی غرض ان سے یا کوئی جلی اور فطرتی محبت ان سے نہیں رکھتے نہ
کسی قسم کے دنیاوی اسمان کے سبب ان سے محبت رکھتے ہیں اور نہ کسی قسم
کی محبت باعتبار معاشرت کے ان سے رکھتے ہیں پس جو محبت کہ ہماری ان کے
ساتھ ہے وہ صرف باعتبار دین کے ہے لہذا ہمہ کانی اعداء دینا واقیاء مذہبنا واولیاء
الامت المرحومۃ اللہ تعالیٰ عنہا پس اگر اس قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھ رکھی جائے
تو اسے اور خیریتہ تو بعد یا اسے کے ساتھ قوم گنہگار کے ۔

اسے نہ پایا جاتا تو اس قوم کو کہ ایمان رکھتے ہیں ساتھ اس کے اور اس کے رسول کو کہ وہ کسی قوم کے ساتھ جو ہنگام
کرتے اور اس کے رسول سے اگرچہ چوبیس دن ان کو باپ ایسے یا بہائی یا ان کے کہنے سے
تو اسے کہ وہ تے علماء ہمارے دین کو اور پرہیزگار ہمارے مذہب کے اور دستار داران ہمارے
موجودہ کے کہ جس میں ہم ہیں ۔

بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور اسوا اسکے جو اور قسم کی محبتیں میں وہ لباس بہ میں اور منوع شرعی نہیں میں بلکہ ان کے کرنے میں ہم امور میں اور ہم پر فرض ہے کہ جیسا دین محمدی رحمت و شفقت عام ہے وہی شفقت و رحمت ہم تمام لوگوں کے ساتھ خواہ وہ مشرک ہوں خواہ اہل کتاب ہوں اور اپنے تئیں اس رحمت و شفقت محمدیہ کا نمونہ بنائیں کہ تمام لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکھ کر یقین لائیں اور سننات اور گمراہی سے نکل کر صراطِ مستقیم پر آئیں نہ یہ کہ ہم اپنے مذہب کو اور مذہبوں میں ایسا بنا دیں کہ پیشوں میں تصانی کا پیشہ و مافعل اولیاء امتنا الا هذا فانہم نور و ابورالخلاقیۃ المحدثۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والنجۃ و قولوا و توادوا مع الذین کا فوایکفرن اللہ و یدون الضام فائتوا خلق المحدثۃ فی کل صغیر و کبیر من البریۃ فانشر نور الاسلام فی الافاق و ہدی ہم الی طریق الوفاق و ان کا فواظفا علی طالعالب کمال سلسلے ہرماننا لا تقصروا من حی لھم۔

مسلمانوں کو ان عورتوں سے جو کافرات اصل کتاب میں نکاح کرنا اور مست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر ہیں اور ہم اپنے مذہب پر قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من الذین لے اور نہیں کیا ہے ہمارا ہی مسئلہ مگر یہی مسئلہ کہ منور ہوتے وہ نور اخلاق محمدیہ کے علی صاحبہا الصلوۃ والسلام دائرہ دوستی اور موالات کی انہوں نے ان کے ساتھ جو نکرتے اللہ کے اور عبادت کرتے تھے تو ان کی پس اثر کیا اخلاق محمدیہ نے ہر چوٹ اور ہیٹ میں سبب نامنتہا میں اور پس کیا فرماں کسان میں اور ہدایت کی انکو طرف راہ موافقت کے اور اگر ہستے یہ لوگ بدو سخت اہل شہل ہمارے زمانہ کے مسلمانوں کے تو بیشک بھاگتے وہ لوگ انکے پاس سے بھاگتے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے اور عورتیں پاک

اودوا الكتاب من قبلکم وای مودة اقرب من الزوجية لکنہ لیست تلك المودة من حیث الدین۔

کفار و الدین کے ساتھ محبت کرنے کا حکم ہے ^{۱۰} لقوله تعالى و اخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقال عز اسمه وان جاهلك على ان تشرك بي ماليس لك به علم فلا تطعمهما وصاحبهما فی الدنيا معروفا لکنہ لیست تلك من حیث الدین۔
صلہ رحم کا حکم ہے اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرتے ہیں تو انکی قحط و کے ذمی الارحام اہل کتاب ہوتے ہیں کہ انکو ان کے ساتھ تودہ اور صلہ واجب ہے لکنہ لیس من حیث الدین۔

ہمسایہ کے ساتھ اگرچہ کافر ہو محبت اور احسان کرنے پر ہم مامور ہیں لکنہ لیس من حیث الدین۔

خود خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں اور اہل کتاب میں بالتقویٰ نصاریٰ کے ساتھ تودہ ہونا بتایا حیث قال عز وجل لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا الیہود و الذین اشركوا ولتجدن اقربهم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انما نحن

پاک کتاب والوں کی اور کوفی دوستی زیادہ قریب ہے زوجیت سے مگر نہیں ہے یہ دوستی باعتبار دین کو۔
۱۰ اور جبکا دے انکے لئے باز و ذات کا سبب رحمت کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اگر جگر اکر میں تیرے باپ کہ شریک کرے تو میرے ساتھ اسکو کہ جبکا علم تجہ کو نہیں ہے تو انکی اطاعت کدورہ ان کے ساتھ دنیا میں نیکی سے مگر یہ محبت باعتبار دین کے نہیں ہے۔

۱۱ کما اللہ تعالیٰ نے اور پائیگا تو سخت سب سے دشمنی میں مسلمانوں کے یہود کو اور انکو جو مشرک ہیں اور پائیگا تو قریب تر دوستی میں مسلمانوں کے ان کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔

ذلت بان منهم قیسین و رہباناً و انہم الاستکبرون۔

پس ان آیات سے ثابت ہو کہ مطلق تو دو ممنوع شرعی نہیں ہے نہ ان آیتوں کے احکام میں داخل ہے بلکہ وہی تو دو ممنوع ہے جو من حیث الدین ہووے۔

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب ایک رسالہ میں جو کلمہ اثنا عشریہ کے نکلنے کے بعد مسئلہ تفصیل میں لکھا ہے اس کے مقدمہ چہارم میں اتمام ذات میں کہ کفر عظیم شرعی آنست کہ بنی باش بر محبت اللہ و فی الصد و ولایت و دوستی از دل و این معنی در غیر اصل فضل برگزدر شرت وار نشد و انتہی۔

پس محبت و دوستی غیر مشروع وہی ہے جو کہ فی اصل دین سے من حیث الدین ہو اور جو آیات کہ اوپر مذکور ہوئیں ان سب میں اسی قسم کی محبت کی نفی وارد ہے پنا پنچہ ہر ایک آیت کی تفسیر بالتفصیل اس مقام پر لکھی ہے۔

پہلی آیت منافقین کے حق میں اور خصوصاً عبد اللہ ابن مالک ابن ابی سلول کے معاملہ میں وارد ہوئی ہے جو ظاہر میں ایمان لایا تھا و حقیقت محبت من نیث الدین دینہ کے یہودیوں کے ساتھ رکھتا تھا جس کے فتوے اور حکم پر تمام دینہ کے لوگ چلتے تھے پنا پنچہ تمام اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منافقین کے حق میں ہے جو مسلمانوں سے من حیث الدین کچھ بھی محبت نہیں کرتے تفسیر معالم میں لکھا ہے فخری الذین فی قلبی ہبہ مرض اسی نفاق یعنی عبد اللہ ابن ابی و اصحابہ من المنافقین الذین یوالون الیہود و یبارعون

اور یہ اس لئے کہ میں ان میں عالم اور پرہیزگار اور یہ لوگ غور نہیں کرتے ہیں۔

پس دیکھیے کہ تو ان لوگوں کو جن کے دل میں دین ہے یعنی نفاق ہے یعنی عبد اللہ بن ابی اور اس کے ہمراہی منافقین کہ دوستی کرتے تھے یہود سے اور جلدی کرتے تھے۔

فہم ای فی معقہم وموالاہم علی ما سروا فی انفسہم من موالات الیہود
ومن الاخبار الیہم اہولاء الذین اقسموا باللہ حلفوا باللہ جہدا ایمانہم ای
حلفوا با غاظ الایمان انہم لعکم ای انہم لمؤمنون یرید ان المؤمنون یرید ان
المؤمنین حیثئذ یجبون من کذبہم وحلفہم بالباطل۔

پس بیشک جو اس طرح کی محبت غیر دین والوں سے رکھے وہ حرام اور منہج شرعی ہے۔
اس آیت کی تفسیر ایک اور دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قَالَ اللہ تعالیٰ شہر لکمنا
بان لہم عن ابائہم الذین یختدون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین یتبعون عندہم
الغیرۃ فان الخیرۃ للہ جمیعاً۔

تفسیر شیا پوری میں لکھا ہے کہ المنافقون یوادون الیہود لاعتقاد انہم ان امر محمد
الایقہر حیثئذ ینفخون بصدہم ویحصل لہم بہم قوت وغلبہ۔

ان کے اندر یعنی انکی دو گاری اور انکی دوستی میں۔ اور اس کے کہ پیلا انوں نے اپنی ولیوں موالات
یہودی اور خبر دینے کی انکو۔ کیا وہی لوگ میں جنہوں قسم کھالی ساتھ اللہ کے بہت سخت مضبوط قسم کر
بیشک وہ ان کے ساتھ میں یعنی بیشک وہ مسلمان میں مراد یہ ہے کہ مسلمان تعجب کرتے تھے ان کے
بہوت بولنے سے اور ان کی بیوہ قسم کھانے سے۔

۱۰ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دے تو منافقوں کو کہ انکو عذاب ہے سخت یہ لوگ ہیں کہ ملتے ہیں
کافر و کفر و دست سواے مومنین کے۔ کیا پاتے ہیں ان کے پاس عزت و شہرت،
سب طرح کی اللہ کو ہے۔

۱۱ منافقین دوستی کرتے تھے یہود سے ہیں اعتقاد کہ کام محمد کا پورا انہو کا اور اب قائم رہنے والے
یہود کے دنگار کے ساتھ اور لیکن انکو سبب یہود کے قوت اور غلبہ۔

اور تفسیر کشاف میں ہے دکانو ایمالیون الکفرۃ ویوالنہم ویقول بعضہم لبعض
لا یمامہم محمد فتولوا الیمود۔

اور تفسیر زہد میں ہے ومن یتولکم منکم فانہ منہم ہر کہ دوستی وارد با انہ
وہ از ایشان ست ایں و مید کہے راست کہ دوستی وارد با اصل کتاب بحکم عقیدت
و دیانت۔

پس منافقین کی دوستی کفار کے ساتھ یا تو من حیث الدین ہے یا اسوجہ سے کہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے پس اسی قسم کی دلا اور دوستی
شرعاً ممنوع ہے۔

آیت دوم اس آیت میں بھی جو لفظ اولیاء کا آیا ہے اُس سے بھی محبت فی الدین
مراوے جیسا کہ اوپر مذکور ہو تفسیر کشاف میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ حنلاق
کافروں کے ساتھ کرنا پابستہ اور خلوص مسلمانوں کے ساتھ جسکامات نشانہ ہے کہ
حسن معاشرت کفار کے ساتھ منع نہیں الا خلوص یعنی محبت من حیث الدین مسلمانوں
کے ساتھ ہونی چاہئے۔

عن صعصعۃ بن سمرجاء عنہ قال لابن اخ له خالص المؤمن وخالن الکافر

لہ اور وہ بیان کرتے کافروں کے ساتھ اور دوستی کرتے تھے ان کے ساتھ اور کسانا بعض
بعض کو کرنا پابستہ ہو گا کام محمد کا تو دوستی رکھو یہ دے کے ساتھ۔

ابن صعصعۃ بن سمرجاء سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ غلو سے بچو کہ
مومن کے ساتھ اور کفار کے ساتھ۔

وَالْفَاجِرَانِ الْفَاجِرِضَيْنِ بِالْخَلْقِ الْحَسَنِ وَانَّهُ يَحْتِ عَلَيْهِمَا أَنْ تَخَالَصَ الْمُؤْمِنِينَ
 علاوہ اسکے یہ آیت نصاریٰ کے لئے آئی تھی جو عیسیٰ یعنی دینی بہائی بنے قرینہ کے
 تھے جب انہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے
 اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے مناف غاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو
 وہی ممنوع شرعی ہووے۔

قَالَ الْأَمَامُ الرَّازِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ الْكَبِيرِ وَالسَّبَبُ فِيهِ أَنَّ الْأَنْصَارَ بِالْمَدِينَةِ كَانَ
 لَهُمْ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ رِضَاٌ وَحُلْفٌ وَمُودَةٌ فَقَالَ الرَّسُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَنْ نَوَلَى فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ قَتَلْنَا هَذِهِ الْآيَةَ۔

اور دوسری روایت اس آیت کی شان نزول میں یہ لکھی ہے کہ یہ آیت منافقوں نے
 موالات کرنے کے امتناع میں آئی ہے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بھی سچا مسلمان سمجھتے
 تھے مسلمانوں کی ہی محبت ان کے ساتھ رکھتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین
 سچے مسلمان نہیں ہیں ان کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سہی محبت نہ کرو۔

اور فاجر کے ساتھ سو یہ فاجر خوش ہوگا ساتھ خلق نیک کے اور حق تیرے ذمہ یہ ہے کہ خالص
 دوستی کرو مسلمانوں سے۔

بلکہ کما الامام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو قرینہ کے ساتھ شریکی
 اور دینی بہائی ہونا تھا اور دوستی ان کے ساتھ تھی تو انہوں نے عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کس کو درست کریں آپ نے فرمایا مہاجرین کو تو نازل ہوئی
 یہ آیت۔

قال الامام الرازي في تفسيره الكبير قال فقال وهوان هذا الذي للمؤمنين
من موالات المنافقين يقول قد ثبت لكم اخلاق هؤلاء المنافقين ومذاهبهم فلا
تتخذن منهم اولياء -

اور تفسير کثافت میں کتاب لا تتخذن والکافرین اولیاء لا تتشبهوا بالمنافقین
فی اتخاذہم الیہود وغیرہم من اعداء الاسلام اولیاء - منافقین ظاہر میں مسلمانوں
سے ملے ہوئے تھے اور باطن میں ولی محبت من حیث الدین کافروں سے رکھتے تھے
پس اس طرح کی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں مانعت فرمائی۔

وقد کان ثلاث الاحکام فی ابتداء الاسلام ولا یبیز المسلم من المنافق ولا یمیز الخبیث
من الطیب وبشبهه المنافق بالمسلم الصادق وبشابه اهل کفر واهل الکذب فان المسلمين
الذین کانوا حدیثی عهد بالاسلام فیعلمون کما کان یفعل المنافقون من الاحکام
واما الان فظہر ما اظہر من الدین ولم یبق احد من المنافقین فالمسلمون مسلمون عتق

لے کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ کما فقال نے اور بات یہ ہے کہ یہ نفع ان کتابت مسلمانوں کو
دوستی منافقین سے فرماتا ہے اور تعالیٰ کہ جب ظاہر کیا میں تمہارے لئے اختلاف منافقین کو
اور ان کو مذہب تو اب نہ بناؤ انکو اپنا دوست -

تے نہ بناؤ تم کافر و کفو دوست نہ مشابہت کرو منافقین کی دوستی کرنے میں یہود وغیرہ دشمنان اسلام کی۔
اسی احکام ابتداء اسلام میں تھے اور عینہ نہ تھی جب مسلمان اور منافق میں اور برے نیک میں
اور ہمہ کل تھا منافق مسلمان صادق کے اور مشابہ تھے اہل حق اور اہل کذب کیونکہ مسلمان
ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح منافقین کرتے تھے مگر اب ظاہر
ہوا جو کچھ کہ ظاہر ہوا دین اسلام اور نہ کوئی منافق تو مسلمان اب سچے ہیں۔

وامتناز الکافرون والمسلمون مخلوق وخلق ولم یبق التثاب والتشاکل لافى التماثل
ولافى التناول فانستف العلة فاین المعلول وظهر الحق المعلول فلا یاس بان یعاشر
المسلمون بالکفار بحین المعاشرة بل الان ان یظهر الاخلاق المجریه بکل من خافنا
فی الدین والبھیة لیحق حق الدین القویة ویدرد یدرد خلق نبینا وانک للعالم خلق عظیم
آیت سوم ہی منافقین کے حق میں وارد ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں
اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے واعلم انه تعالى انزل آیات اخر كثيرة فی هذا المعنی
ضمنها قوله تعالى لا تتخذوا بطانة من دونه و قوله لا تجد قوم یؤمنون بالله والیوم
الاخر یوادون من حاد الله ورسوله و قوله لا تتخذوا الیهود والنصارى اولیاء و قوله
یا ایها الذین آمنوا اتقوا عدوی وعدوکم اولیاء وقال المؤمنون والمؤمنات
اور میز ہو گئے کافر اور مسلمان اپنی اپنی شکل اور عادات میں اور نہ باقی رابطہ شکل اور مشابہ ہونا نہ بیچ بڑاؤ کے
اور نہ دین دین میں پس جاتا رہا اب وہ سبب ثواب کہاں ہے وہ حکم اور غالب ہو گیا حق آفت رسیدہ
ثواب کچھ مضائقہ نہیں کہ معاشرہ تو کریں مسلمان کفار کے ساتھ بحسن معاشرۃ بلکہ اب وہ وقت ہے کہ
ظاہر کیا جاوے اخلاق محمدی ہر ایک کے ساتھ جو مخالف ہے جارس دین اور عادات میں تا تحقق
ہو دے حقیقت دین راست کی اور صادق آوے خلق ہمارے نبی کا کہ تو میرے لئے ہے کہ نہ بناؤ
لہ اور جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے آتمی میں آیتیں اور بہت اس معنی میں لکھی ہیں کہ تم میرے لئے نہ بناؤ
تم دوست دلی سوائے اپنے اور ایک یہ کہ پناہ کا تو اس قوم کو کہ ایمان لائے اور قیامت پر
کہ دوستی کریں اس شخص کے ساتھ کہ مخالفت کرے اللہ اور رسول سے اور یہ کہ نہ بناؤ تم یہود
اور نصاریٰ کو اپنا دوست اور ایک یہ ہے کہ نہ بناؤ تم میرے دشمن کو اپنا دوست اور ایک
آیت یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں آپس میں

بعضہم اولیاء بعض واعلم ان کون المؤمن موالیا للکافر یحتمل ثلثہ اوجہ احدها ان یکون راضیا بکفره ویتولاه لاجلہ الا ان کل من فعل ذلك کان مصوبا الی ذلک اللہ وتصوب الکفر کفر والرضی بالکفر کفر فیتحیل ان یبقی مؤمنا مع کونه بہذہ الصفتہ وثانیہا العاشرة الجملہ فی الدنیا بحسب الظاہر وذلك غیر مجموع منہ والقسم الثالث وهو المتوسط بین التسمین الاولین ہوان موالاة الکفار یعنی الرکون الیہم والمعونة والمطاہرۃ والضرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع استعادہ ان دینہ باطل و ہذا لا یوجب الکفر الا انہ منہ عنہ لان الموالاة بہذا المعنی قد یجیر الی استحسان طریقتہ والرضی بدينہ وذلك ینزجہ عن الاسلام فارجمہ ہدۃ اللہ تعالیٰ فیہ فقال ومن یفعل ذلك فلیس من اللہ فی شئ انستہ

ایک دوسرے کے دوست میں اور جان تو کرہو نا مسلمان کا دوست کافر کے لئے تین وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ جو کافر اسی کے کفر سے اور اس سبب سے اس سے دوستی کر لیا تو بیشک اس کو سب کام کو درست اور پسندیدہ کر لیا گا اور دوست اور اپن کرنا کفر کا کفر ہے اور خوش ہونا کفر کے ساتھ کفر ہے تو حال ہے کہ باقی ہے مسلمان مع اس صفت کے۔ دوم یہ کہ معاشرۃ یک دنیا میں باعتبار ظاہر کے اور یہ منع نہیں ہے۔ سوم یہ کہ یہ قسم متوسط ہے ان دونوں قسموں میں وہ یہ ہے کہ دوستی کرنا کافروں کے ساتھ یعنی میلان اور اقربا کے انکی حالت اور گاری اور پشت پناہ اور یاری کے یا سبب قرابت کے یا سبب محبت کے مع انستہ اسکے کہ دین اسکا باطل ہے تو یہ موجب کفر نہیں ہے مگر بیشک منع ہے کہ دوستی کرے یعنی بیشک برپا تاقی۔ چہ حارف پسند کرنے طریقہ اسکے کے اور خوش خوی کے اسکے دین کے اور یہ کلام ہے اسلام۔ بحسب الظاہر ہوا یا اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں اور فرمایا کہ جو کوئی کرے کیا یہ کام تو نہیں ہے اللہ سے کسی چیز میں تمام ہوا کلام آسکا۔

اگرچہ اس تفصیل کے بعد جو امام فخر الدین رازی نے لکھی بلکہ باقی آیات سے بحث کرنے کی کچھ ضرورت نہیں رہی تھی مگر احساناً اہل المتعصبین ہم ان آیات کی تفسیر لکھتے ہیں۔

پہلی آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ میں وارد ہوئی یہ بڑے صحابی میں اور جنگ
 ہر میں بھی موجود تھے اور اعرابی میں مگر ایام بالہیت میں قریش کے ساتھ حلیف یعنی دینی
 بہائی تھے اس سبب سے انہوں نے اہل مکہ کو کچھ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھ بھیجا تھا
 کہ ان کا مال و سبب و مال بچہ سب مکہ میں تھے وہ خط کھڑا گیا ان سے حضرت نے جب
 پوچھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ لا تعجل علی انی کنت امرء مصلصفا فی قریش
 کنت حلیفا و لما کن من انفسہم و کان معک من المهاجرین من لہم ترابا یتیحون
 اہلیہم و اموالہم فاجبت اذا فاتنی ذلک من النسب فیہم ان اتخذ عندہم یداً
 یحیون قرابتی فلم افعلہ ارتداد عن دین و لا رضا بالکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اما انہ قد صدقکم فقال عمر یا رسول اللہ دعنی اضرب
 عنق هذا المنافق فقال انہ قد شہد بدرا و ایدرایت لعل اللہ طلع علی من شہد بدراً
 یا رسول اللہ جلدی کیجئے مجھ میں ہوں ایک مرد خوش باش قریش میں اور تم ان کا دینی بہائی
 اور نہ تم میں انکی قوم میں تھے اور جتنے لوگ آپ کے ساتھ ہاجرین ان سب کو قرابت ہے کہ حمایت
 کرتے ہیں وہ اہل اور ان کے مال کی تو اپنے کیا سینے کہ جب فوت ہے مجھ میں نسب ان سے تو ان
 میں ان کے ساتھ ایک احسان کہ حمایت کرینگے میرے کہنے سے کہ سو نہیں کیا سینے دین سے مزہ دینے
 کیلئے اور کفر کے ساتھ خوشی کے لئے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اس
 وجہ بول دیا تھے پہلے حضرت عمر نے جبکہ اجازت ہو کہ اوس میں گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہ
 بیشک ہر میں موجود تھا اور کیا معلوم ہے کہ جو شاید مصلح ہو اللہ تعالیٰ ان پر جو ہر میں تھے

فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لكم فانزل الله تعالى هذه السورة يا ايها الذين آمنوا
لا تخذلوا وعدى وعدكم او وليد تلقون اليهم بالمودة انتهى ما فى العالم اور سب تفسير
میں ہی یہی ہے۔

اب عور کرنا چاہئے کہ اگرچہ یہ سورت جو باضر الدین اور باضر المسلمین ہی منع ہوئی مگر جو
کہ سورت من حیث الدین نہ تھی تو من یولہم منکھ فانہ منکھم میں داخل نہیں ہوئی اور
نہ اس قسم کا فعل من شہد بدلہ سے وقوع میں آسکتا تھا۔

اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد کی آیت سے ہوتا ہے تفسیر نیشاپوری میں
کتاب لما نزلت هذه الآية المذكورة فوجى حاطب ابن بلتعہ منشد للمؤمنين
في عداوة اقرابهم وعشائرهم فنزل آية الانصاف اليهم الله عن الذين لعنوا في الدين ولخرجهم
كمن ديارهم ان تبرؤهم وتطوا اليهم ان الله يحب المقسطين انما يحكم الله عن الذين قاتلوه
في الدين واخرجوا كمن ديارهم وطاهروا على اخرجكم ان تولوهم ومن يولهم فلانك هم الظالمون
سو کہا اللہ تعالیٰ نے تم جو یہاں کو رہنے بہت یا کم و پس نازل ہوئی یہ سورت اس مسلمانوں نے بناؤ تم میرے
اور اپنے دشمن کو دوست کہلو تم انکی طرف مائدہ دوستی کے تمام ہو ا جو معاملہ میں ہے۔

لے جب ازل ہوئی یہ آیت مذکورہ بیچ حق مضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کے سختی کی مسلمانوں نے
بیچ عداوت اپنے رشتہ داروں اور کنبوں کے تو یہ آیت نازل ہوئی نہیں منع کرتا ہے اللہ تمکو ان لوگوں
سے کہ قتال کیا انہوں نے تم سے دین میں اور نہیں نکالا تمکو تمہارے وطن سے یہ کہ انسان کرو تم
اور انصاف کرو تم ان کے ساتھ کہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو مگر بیشک کرتا ہے
تمکو صرف ان لوگوں سے کہ قتال کیا تم سے انہوں نے دین میں اور نکالا تمکو تمہارے وطن سے اور
مدد ہی تمہارے نکالنے پر یہ کہ دوستی کرو تم ان سے اور جو دوستی کریگا ان سے بیشک وہ گنہگار ہوگا۔

پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولی مبیح ہی ہے جو من حیث الدین ہو اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر ضرور بعد آیت قتال و سیف کے ہوئی تھی تو نازل ہونا اس آیت کا بھی بعد آیت سیف ثابت و تحقق ہوتا ہے آیت خبسم یہ ساری آیت اس طرح پر ہے وَاذْهَبْ إِلَى الَّذِينَ يُخِضُّونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخْضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَأَمَّا يَنْفِسُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الطَّلَعِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔

اس آیت کو اس معاملہ سے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے کفار قریش ہمارے دین کو مارا، نفس کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اُسکی آفتیہم واما ۱۱ مدیہ کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں اس پر استہزا کیا کرتے تھے اس آیت میں صرف اتنا حکم آیا کہ جب شرکین اپنی مجلسوں میں دین کے ساتھ استہزا کریں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر طعن کریں تو ایسی مجلسوں میں شریک ہونے سے احتراز کرو۔

قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیرہ البکیر ان اولئک الکذابين ان ضموا الی ذلهم وکلذیہم الاستہزاء بالدين والطعن فی الرسول فانه یجب الاحتراز عن استقامتہم وتبرک مجالستہم۔

اے اور جب ایکے تو ان کو گو کہ غرض کرتے ہیں ہماری آیات میں تو اعتراض کرادنے سے ہاتھ کد غرض کرتے لگیں اسکے سوا ادب بات میں اور اگر ہلا دے تو بھکو شیطان اور نہ بیٹہ بعد یاد آئے کہ یہ تہہ نوح عالمو کے لئے کہا فخر الدین راہی نے اپنی تفسیر کبریٰ میں کہ بیشک یہ جھٹلانے والے اگر لادیں یہ پتہ کفر اور کذب کے ساتھ استہزا دین کے اوپر اور طعنہ زنی رسول پر تو بیشک واجب ہے چھپا کر انکی محبت سے اور چھوڑنا انکی ہنشنی کا۔

اور اُس میں ہے **نقل الواحدی ان المشرکین كانوا جالسوا للمؤمنين وقعودي رسول الله صلى الله عليه وسلم والفران فشقوا واستهزوا فامرهم ان لا يقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره**۔

وَالْكَثَافُ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَمَنْ اسْتَهْزَا بِهِمَا وَالضُّعُفُ يَمُكِّنُهُمْ فَكَانَتْ قُرْشِ بْنِ الدِّينِ هُمْ يَخُوضُونَ ذَلِكَ فَأَعْرَضَ عَنْهُمْ وَلَا تَجَالِسْهُمْ وَقَعُ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ فَلَا بَأْسَ أَنْ تَجَالِسْهُمْ حِينَئِذٍ۔

پس یہ آیت ایسی مجلس کی نسبت ہے جن میں دین کے اوپر استہزاء ہوا یا بناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نفوذ باللہ منہا کچھ برا بھلا کہا جاوے یا تنگ کہ صاحب کثاف نے صاف لکھ دیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتیں ہوں تو اس وقت اُس مجلس میں بیٹنا کچھ مضائقہ نہیں ہے پس انگریزوں کے ساتھ جو مجلسیں کمانیکی ہوتی ہیں ان میں صرف دل لگی اور دنیا کی باتیں ہوتی ہیں کہیں ذکر کسی مذہب کا نہیں ہوتا اور نہ کوئی کسی پر ہنسنا ہے اور نہ کوئی کسی کو برا کہتا ہے پس اس آیت کو ایسے محل پر دلیل پکڑنا بجز ایک یہودہ بات کے اور کیا ہے۔

لے نقل کیا، احدی نے کہ مشرکین جو بیٹھنی کرتے تھے مسلمانوں کی پڑتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی بحثیں پس برا کہتے تھے ابہتہ کرتے تھے تو حکم کیا انکو اللہ تعالیٰ نے کہ بیٹھیں ساتھ مشرکین کے یا تنگ کہ غرض کریں اور کسی بات میں سوائے اسکے۔

لے کثاف میں ہے غرض کرتے تھے وہ ہماری آیات میں بیچ استہزاء اور طعنہ زنی کے پس تھے قریش کہ اپنی مجلسوں میں یہ کرتے تھے تو اعتراض کر ان سے اور نہ بیٹھنے میں اور کہتا ہوا جان میں سو یہاں تک کہ غرض کریں کسی اور باب میں سوائے اسکے پر کچھ مضائقہ نہیں کہ بیٹھنے تو ان میں اس وقت۔

ایشتم بھی حاطب بن بنتہ صحابی بدری کے معاملہ میں ہے جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں مگر جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا اسکا استدلال نہایت اقویٰ وجوہ سے اس آیت سے ہوتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اس آیت میں باپ اور بیٹے اور بہائی اور نکتہ کے تودوسے ہی منع فرمایا ہے حالانکہ اور آیات قرآنی سے صلوٰۃ رحم ہمپر واجب ہے۔

قال الله تعالى يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها
نردجھا وبنث منھما رجالا كثيرا ونساء والذی تساء لون به والارحام
ان الله کان علیکم رقیبا۔

اور بابا کی تعظیم اور ان کے ساتھ محبت اور ان کی خدمت ہمپر واجب کی ہے اگرچہ وہ کافر ہوں۔

كما قال الله تعالى واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقال وان جاهدك
على ان تشرب بي باليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا۔
پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تودو جو آیت ششم میں منع فرمایا ہے وہ وہی
تودوسے جو من حیث الدین جو۔

لے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے لوگوں کو دتم اپنے رب سے کہ جس نے پیدا کیا تمکو نفس واحدت اور پیدا کیا
اس میں سے جوڑ اسکا اور پیلا یا ان سے بہت دواور عورتیں اور ذر و الدت کے ملگتے جو تم اس کے
ساتھ اور ارحام سے بیشک اللہ سب پر نگبان۔

لے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اوجھکا دے ان کے لئے بازو ذلت کا رست کے سبب اور کہا اللہ تعالیٰ
نے اور اگر جگہ کریں یہ دونوں اسپر کہ شریک کرے تو میرے ساتھ وہ کہ اسکا جھکو علم ہے پس
اطاعت کر انکی اور وہ اس کے ساتھ دنیا میں نیکی سے۔

اب ہم یہ بات فرض کرتے ہیں کہ مواکلت کسی قسم کی تردد کا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تردد باہمی وجہ کان بموجب آیات سابقہ کے ممنوع ہے تو ہم اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت و طعم اللذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعم مکم حل لہم میں جو دونوں طرف کا کمانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کمانا ہلکا اور ہمارا کمانا انکو حلال ہے تو اشارۃ النسخ نہ سنا اور پر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا تردد ہوتا ہے تو یہ آیت ان تمام آیات کے لئے مخصوص ہوگی اور مواکلت جائز ہوگی۔

اب باقی میں چند روایات جن سے تعرض مناسب ہے تفسیر نیشاپوری میں ابو موسیٰ سے روایت ہے قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کتاباً نصرانیاً فقال مالک قال قلت للہ الا اتخذت حنیفاً الا سمعت ہذہ الایۃ یحییٰ لا تمحون والیہود والنصارى اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال لا اگر ہم اذنا ہا نعیم اللہ ولا اعزہم اذنا لہم اللہ ولا اذہم اذنا بعدہم اللہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابوں میں لکھا نہیں اس قسم کی حدیثیں لایعبار بہ میں داخل ہیں۔

لے اور کمانا انکا جو دے گئے ہیں کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کمانا تمہارا حلال ہے انکے لئے کمانا انہوں نے کہ کما ین عمر بن الخطاب سے کہ میرے لئے ایک نشی ہے نصراۃ انی تو انہوں نے کمانا کیا ہوا تھو ہلاک کرے تھو کہ اللہ تعالیٰ کیوں نہیں بنایا تو نے نشی دیندار کو کیا نبیج سنا تو نے آیت کہ نہ تو تم یہود اور نصاریٰ کو دوست کما ین اُس کے لئے آپ اسکا دین اور میرے لئے اہل کتاب تو آپ نے کمانا نہ اگر ام کو انکا جب بیل کیا انکو اللہ نے اور نہ عت سے انکو جب رہا کیا انہوں نے انکو اور نہ پاس بٹھا انکو جب وہ کیا اللہ نے انکو

اور جو حدیث متاوی مطائب المؤمنین میں ہے درودی اندہ علیہ السلام قال من یجأ
ان تاکل مغیرا هل دینک اس حدیث کی بھی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس
ایسی حدیثوں پر وہی لوگ عمل کرتے ہیں جو بتا بلہ لخصوص قرآنی ایسی روایات مجہولہ کو اپنی خواہش
نفس کے مطابق جہلا میں اپنی شیخی اور فخر بتلانے کو نکالتے ہیں اور جن کی تائید کے لئے
کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہیں ہے بلکہ اسکے مخالف موجود ہے۔

اب ایک حدیث باقی رہی جسکو جہلا عدم جواز مواکلت کے استدلال میں پیش کرتے ہیں
فی الترمذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی ففہم
علماء ہم فلعینہموا فجا السوہم فوجھا السہم واکلوہم وشاربوہم فضرہب اللہ قلوبہم ففہم
بعض ولعنہم علی لسان داود وعلیسی ابن مریم بمعصوا وکانوا یعتدون۔

اس حدیث پر وہ لوگ اس طریق پر استدلال کرتے ہیں کہ ہر گاہ اہل معاصی کے ساتھ
کھانا اور پیئنا منع ہے تو اہل کفر کے ساتھ بدرجہ اولیٰ منع ہے۔

مگر یہ طریقہ استدلال کا ایسا عمدہ ہے کہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجماع میں سے بھی
یہ طریقہ استدلال کیسے کو نہیں سو بہا وہل ہوا لا اجتہاد علماء زماننا سلمہم اللہ تعالیٰ۔

لہ اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہنا تیرا ساتھ خواہ اہل دین والے اپنے کے
تھے تیرے ہی میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب واقع ہوئے بنی اسرائیل کی گناہوں
کے پس منع کیا انکو علماء نے ان کے پس نہ باز آئے وہ پس ہمیشگی کی انکے پیچھے نہ کر لیا اور پیچھا
انکے ساتھ پس امام اللہ نے انکے دل کو نہ ایک دوسرے کے اور لعنت کیا انکو اور پھر بلایا داؤد اور عیسیٰ
بن مریم کے بسبب انکے گناہوں کے اور جوہ زیادتی کرتے تھے۔

تھے اور نہیں ہے یہ مگر اجتہاد ہمارے علماء زمانہ کا سلیم اللہ تعالیٰ۔

اس حدیث سے اور اباحت طعام اہل کتاب اور ان کے ساتھ مواصلت سے کیا علاقہ ہے جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا ہے خود وہ آیت ہی آیات احکام سے نہیں ہے علاوہ اسکے یہودیوں کو فاسق یہودیوں کی اور مسلمانوں کو فاسق مسلمین کی مجالست اور مواصلت سے آخر ہے اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہیں ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے جو اپنے فتوے میں یہ بات لکھی ہے کہ انگریزوں کے ساتھ کمانڈمنٹ میں تلخ بالجناسات ہو یا زمرۃ الجوس ہو تو مواصلت حرام ہے اس بیان میں بھی ایک تہوڑا سنا مح ہے یعنی اگر تلخ بالجناسات ہے تو بلاشبہ ماکول حرام ہے اور اگر زمرۃ الجوس ہے تو ماکول حرام نہیں الا اس مجلس میں شرکت حرام ہوگی جیسا کہ دعوت ولیمہ کے اندر شرکت ہوں تو ماکول میں کچھ حرمت نہیں آتی الا اس مجلس میں شرکت ممنوع ہے۔

فی الواقعۃ و مقتدی دعی الی ولیمۃ فوجدتم لعباد و غناء لا یفکان علی منعه غیرہ البتۃ وغیرہ ان تعاش اکل جاز و لا یحضرن ملحد من قبل وقال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ بحدل مرتۃ قضیۃ بخلافہ۔ مقتدی بدو دل قولہ علی حرمتہ کل الملا فی لان الایلاء بالحریم بلکون۔

یہ تو اس کے لئے ہے کہ ایک مقتدی بلایا گیا ولیمہ میں اور پایا دہاں کیل اور راگ کہ نہیں مسرت کہتا ہے بلکہ کمال جاوے دہاں سے البتہ اور غیر مقتدی اگر بیہیاوت اور کمالیہ سے توجانہ ہے اور چہ ستہ کہ جاسوس جوئے اگر جان لیا یہ پہلے اور کما اب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا میں ساتھ ان کے کہ اس وقت شواہد کیا میں نے اور یہ پہلے ان کے مقتدی جو نیسے تھا اور امام حنبلہ کا کنا دلیل ہے کہ اس وقت سب کیل کیونکہ مبتلا جو احرام میں تو ہے۔

اور یہ بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے کہ اگر وہاں خمر اور ادنیٰ غضہ ہوں اور اگر یہ وہ برتن جس میں مسلمان کتا ہے بنامست سے صاف ہوں تو بھی حرام ہے اسکی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ اگر وہ اکول کسی قسم کی آمیزش سے نجس نہیں ہوا تو وہ کیوں حرام باقی رہی یہ بات کہ شرکت ایسے مادہ پر جسپر خمر اور خنزیر جو حرام ہے تو بغیر اس بات کے فعل شرکت حرام ہو گا نہ اکول اور نہ فعل مواکلت۔

ملاوہ اسکے اور بات بھی سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ اہل کتاب جن کے مذہب میں خمر اور خنزیر حلال ہے اور وہی اسکے مرتکب ہوں نہ مسلمان اور نہ مسلمانوں کے برتن اور اکول اس سے آلودہ ہوں تو اس مجلس کی شرکت بھی کیوں حرام ہوئی۔

خَلَّافًا لِّمَا نَذَرْنَا لَكَ يَدِ دُرِّ عَلِيٍّ خَمْرٌ وَبَشِيرٌ هَا الْمُسْلِمُونَ فَلَا شَرَّكَ إِلَّا اللَّهُ كَذِبًا فِي هَذَا الْمَجْلَسِ حَرَامٌ لِأَنَّهُ تَأْدِيعٌ فِيهِ حَرَمِيَّاتٍ شَرِيعَةٍ

المشبهة التاسعة بعضے لوگ ان باتوں کو قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ امر مباح شرعی ہے لیکن اگر اسکی اباحت کا فتویٰ دیدیا جاوے تو مصلحت عامہ کے برخلاف ہو کیونکہ عوام الناس اگر یزوں کا کمانا بلا تغیر اس بات کے کہ محرمات شرعیہ سے خالی ہے یا نہیں کہانے لگیں گے پس بغیر عموم بلوا عدم جواز کا فتویٰ دینا مصلحت ہے۔

لیکن اگر یہ بات صحیح قرار پاوے تو تمام احکام شرعی علین اعمام کے سوا ایک کی مصلحت پر موقوف ہو جائیں گے عموم بلوا کا خیال ہی ایک عجیب قیاس ہے جب تک کہ مسئلہ فقہیوں سنا کرتے ہیں کہ الضرورة تبيح المحظورات گراب اسکی جگہ کہا جاتا ہے تحریم المباحات منجانباً عن التكاليف

لأنه بخلافه فاسد شرعاً ان کے کہ شراب کا دور چلے اور پیوں ہو مسلمان تو بیشک شرکت اس مجلس میں حرام ہے کہ اس میں واقع ہوئی محرمات شرعیہ۔

شاذ شروع کو غیر مشروع بنانا ایسا ہے جیسا کہ غیر مشروع کو مشروع اور حقیقت ایسا کرنا
 خیانت فی الدین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتر
 بغير علم کان افتر علی من افتره ومن افتر علی اخيه بغير علم ان الرشدا فی غیرہ فخر
 خانہ مرادہ ابو داؤد -

فی القاموس الرشدا الاستقامة علی طریق الحق مع بصلب فیہ ہمارے ہمالیہ
 یہ بات بھولی جانتے ہیں کما بعد فون انباء ہم کہ شرع میں طعاع اہل کتاب خواہ ہوا کلت ہم
 بشرط الطہارتہ جائز و مباح ہے تو عام لوگوں کو یہی صحیح اور سیدہ مسئلہ کیوں نہیں بتاتے
 کہ انگریزوں کے یہاں کمانا اور انکو کمانا اور ایک ساتھ مٹیکہ کمانا درست ہے لیکن مسلم
 چیزوں سے بچنا چاہئے تاکہ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ہاں اگر اس کئے میں
 مولویت کی شخی اور جہلا کی آنکھ میں القی الناس بنے کے تفاخر میں اور پیری مریدی نذر
 نیاز لینے کی دکانداری میں بنا لگتا ہے -

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوفقی دیو سے بغیر علم کے تو
 ہو گا گناہ اسکا امیر کہ جس نے فتویٰ دیا اور جس نے مشورہ دیا اپنے ہمالیہ پر کہ ہمالیہ انکی نہیں ہے
 بغیر علم کے تو بیشک چوری کی اونکی - روایت کیا اسکو ابو داؤد نے - قاموس میں ہے کہ رشدا تمام
 رہنما اور طریق حق کے ساتھ خبر ہولی کے اخیر -

حاجت

الان نختم هذه الرسالة على بيان امر يليق بيانه في هذا المقام فاعلم ان بعض
علمائنا رحمته الله عليه قد منع من تعظيم الكافر من سبقة السلام وغيره كما هو
عادة اهل ديارنا واستدلوا على منعه بما هو مذكور في التهنيت ان كل فعل فيه
توقير للمذموم هو حرام كالقيام والسلام والمصافحة والمعاينة لان الخبائية عليهم السلام
وبالسلام توقيرهم وفيه نظر بوجوه -

الاول انه لا يوافقها الادلة الشرعية لان الله تعالى قال ومن احسن قولاً من
دعا الى الله وعمل صالحاً وقال انني من المسلمين والمستوى الحسنه ولا السئله اذ فعلاً
هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم وما يلحقها الا اللين
ابن تم كرتے میں ہم پر سلام اور بیان اس امر کے کہ لائق ہے بیان اسکا اس جگہ پس بڑا نپا ہے کہ ہمارے
بعض عالم رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا ہے کافر کی تعظیم کرنے سے سبقت سلام سے اور باتوں سے جیسا کہ وہ مادت
ہے جو بار بار کی اور دلیل پکڑی ہے اسکے منع پر ساتھ اس کے کہ وہ مذکور ہے تنذیب میں کہ بیشک جو فعل کہ ہمیں
توقیر ہو ذمہ کی وہ حرام ہے جیسا کہ اٹھانا اور سلام کرنا اور مصافحہ کرنا اور معاہدہ کرنا کیونکہ جزیہ اور امانت
کے لئے ہے اور سلام میں انکی توقیر ہے اور اس میں چند وجہ سے شبہ ہے۔

اول یہ کہ نہیں موافق ہیں اسکے دلال شرعیہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو سب کو سب سے
بات کرنے میں اس شخص سے کہ بلاے طرف اللہ کے اور عمل کرے نیک اور نیکہ کہ جنگ میں سلا
ہوں اور نہیں برابر ہے نیکی اور بدی دفع کرو ایسی بات کے ساتھ کہ بہت نیکہ ہیں اس وقت وہ شخص
کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے گویا وہ دوست ہے گرم اور نہیں پہنچتے میں سے بات کہ

صبروا واما يلقيها الاذ وحظ عظيم وقال الله تعالى وعباد الرحمن الذين يمشون على
هوناً واذ اخاطبهم بما هاون قالوا سلاماً

الثاني ان الردية المذكورة في التهذيب ليس يلائم حالنا ومن سكن ديار
ان المشركين او انصارى في ديارنا ليسوا باهل ذمتنا بل نحن معاشرا المسلمين
رعيهم وفي جوارهم ونسكن في امانهم ونعمر في ديارهم وهم احسنوا الينا بوجه كبير
لانهم يحكمون علينا بالعدل على ما يملكونهم ولا يراعون قسلا ون قوم في حكومتهم
ومن تواعدنا التسوية بين حقوق العباد يهوديا كان او نصرانيا مشركا كان او مسلما
نشر لا يصنعون اداء الفرائض كالصلاة والصيام والزكاة والحج ولا يزاحمون ائمتنا
الجمع والاعداد الا البغى الفساد اى شئ اقيم من هذين وهم يحكمون علينا في القضايا التي تتعلق بالدين
مگر وہ جو کہ صبر کرتے ہیں اور نہیں پہنچتے میں اس بات کو مگر وہ جو کہ بڑے نصیب والے ہیں اور کما اللہ تعالیٰ
نے اور بندہ حسن کردہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر نرمی سے اور جب کلام کریں اُن سے جاہل تو کہتے ہیں سلام
تو دوسرے یہ کہ روایت بتہذیب میں ذکر ہوئی نہیں مناسب ہے ہمارے حال کے اور اُن کو ہمارے
ملک میں بستے ہیں اسلئے کہ مشرکین یا نصاری نہیں میں ہمارے اہل ذمہ بلکہ ہم گروہ مسلمانان اُن کی
رعیت میں ہیں اور انکی ہمسائیگی میں ہیں اور بستے ہیں ہم اُن کی امان میں اور آباد ہیں ہم اُن کے ملک
میں اور انہوں نے احسان کیلئے ہم پر بہت طرح سے حکم کرتے ہیں ہم پر ساتھ انصاف کے ہنگام
اور ہمیں رعایت کرتے ہیں ایک قوم کی اپنی حکمرانی میں اور اُن کے تواضع سے بہت برابر
وہ بیان حضرت عباد کے یہودی ہوا نصرانی مشرک ہوا یا مسلمان پر نہیں منع کرتے ہیں اور اسے فرائض
نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج کو اور نہیں روکتے ہیں تاکہ ہم نے جمعہ اور عید و گنگو گریباوت اور فساوک اور ایشہ
بری کو نہ سنی اور چیز ہے اور حکم کرتے ہیں ہم پر ہمارے اُن جگہوں میں جو متعلق ہیں خاص مذہب کے سنا

کافکاح والطلاق والميراث وغيره على ما هو مأثور في شريعتنا فكيف لا نؤثرهم على
 انفسنا ونختارهم فانهم يحفظون انفسنا ويرعون اموالنا ويكفون دمانا على ما بينا
 عما احسنوا وقد افترض علينا اطاعة امر السلطان وامتنال حكمه مما يتعلق من امور الناس
 قال في النباهة خاتمة الاسلام ليس بشرط في السلطان الذي يقبل وفي الدر المختار ان
 غلبوا على اموالنا ولو عبد امؤمننا واحرزوها بدل امرهم ملكوها ويفترض علينا ان
 فما روى في التصديق عن مبع السلام والمصافحة والمعانقة فهو متعلق باهل الزمة
 كما هو مصرح فيه لابل الحكام والسلطان فعلى ان نتفكر في حالة يكون اهل الاسلام
 محكومين وغيرهم عليهم حاكما فاما كطرفين - معايشة المسلمين بالحكام

مثل نکل اور طلاق اور ميراث کے اور سوائے انکے موافق انکے کہ جاری شریعت میں منقول ہے
 یہ کیوں نہ اختیار کریں ہم انکو اپنی جان کی برابر کہ وہ حفاظت کرتے ہیں جاری جانوں کی اور رعایت
 کرتے ہیں ہمارے مال کی اور حفاظت کرتے ہیں ہمارے خون کی علاوہ انکے جو بیان کے سبب
 انکے احسان اور فرض ہے یہ اطاعت حکم سلطان کی اور فرمانبرداری حکم ان کے کی ان امور میں جو
 متعلق ہیں دنیا کے ساتھ کما تاتار خانیہ میں اسلام شرط نہیں ہے اس بادشاہ میں بس سے نوکری حکومت
 کی لیجاوے اور دفعتاً میں ہے اگر غالب آویں کفار پیہ اور ہمارے مال پر اگر پیہ وہ غلام مسلمان ہو اور
 لیجاویں وہ سب اپنے ملک میں تو وہ انکے ملک ہو جائیگے اور فرض ہے ہمیں ان کی اطاعت۔

پس جو روایت کہ تہذیب میں ہے منع سلام اور مصافحہ اور معانفت کی تو وہ متعلق ہے ان امور سے
 کہ اس میں اسکی تصریح ہے نہ ساتھ حکام اور بادشاہ کے۔ لازم ہے کہ جو کہ فکر کریں یہ امور
 میں کہ اہل اسلام محکوم تھے اور غیر اہل اسلام ان پر حاکم پس جو طریق تھا اس وقت معاشرت
 مسلمانوں کا ساتھ حاکموں کے۔

خلیفہ ان فعل بذلک الطريق وذلك الحالة وجدت فی ثلثة اقران الاول كان بنو
 ائیل عبید الفزيعون وهو عليهم سلطان ظاهر والثاني كان المسلمون بمكة
 بجهة والثالث هاجرا المسلمون بأرض الحبشة فكان هؤلاء اطاعوه من كان له سلطانة
 عليهم ما استطاعوا وكانوا يعاشرهم معاشرۃ الخلدان بمن ليس لهم عليهم سلطانة
 قبل ابو بكر رضي الله عنه ذمته ما لث ابن الذنعة وجواره لينجو من ظلمه وجار
 ملكة وسكن داسره ولم يعد الاستيحاء بالکافر عامه فخلينا ان نفعل ذلك اتباعا لحولاء
 ولا نفعل فی المملکة والله تعالی اعلم وعلیه اتمم واسلم۔

لازم ہے بلکہ کہ مل کریں موافق اسکے ہم بھی اور یہ حالت تین وقت میں پائی گئی ہے اول بنی اسرائیل
 ان تھے فرعون کے اور وہ آپر سلطان ظاہر تھا۔ اور دوم تھے مسلمان مکہ میں پہلے ہجرت سے اور سوم ہجرت
 بنی مسلمانوں نے زمین حبشہ میں پس ان لوگوں نے اطاعت کی کہ جو صاحب سلطنت تھا ان پر
 قی المقذور اور معاشرت کرتے تھے۔ ستوں کی سی ساتھ ان لوگوں کے کہ ان پر انکو سلطنت نہ تھی یہاں
 کہ قبول کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ذمہ مالک بن نعمان کا اور ہر ایسی کسکی کہ نجات پاوے اس
 خفس سے کہ ظلم اور جور کیا اُسپر اور چلے آئے مکہ میں اور رہے اپنے گھر اور نہ شمار کیا اس امان یہ کہ
 کافر کہے اپنا عام۔ تو لازم ہے ہم پر کہ ہم بھی کریں یہ ہی بات یہ ان لوگوں کے اور نہ پڑیں ہم تباہی اور ہلاکی
 میرا کہہ کہ ان اعلیٰ منہ اتمم واسلم۔ نقطہ

تیسری

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صوبہ میں ایک آنہ یہ دیرانہ لیا جائے گا۔

گنجینہ

جامعہ اسلامیہ

۱۔

پہلی شریعت و فرائض

۲۔ احکام و عبادت

۳۔ تہذیب و اخلاق

۴۔ تاریخ و جغرافیہ

۵۔ طب و دوا

۶۔ فہرست کتب

۷۔ خط و کتابت

۸۔ حساب و معاش

۹۔ نجوم و ہندسہ

۱۰۔ موسیقی و شاعری

۱۱۔ فنون و صنائع

۱۲۔ لغت و ادب

۱۳۔ تاریخ و جغرافیہ

۱۴۔ طب و دوا

۱۵۔ فہرست کتب

۱۶۔ خط و کتابت

۱۷۔ حساب و معاش

۱۸۔ نجوم و ہندسہ

۱۹۔ موسیقی و شاعری

۲۰۔ فنون و صنائع

۲۱۔ لغت و ادب

۲۲۔ تاریخ و جغرافیہ

۲۳۔ طب و دوا

۲۴۔ فہرست کتب

۲۵۔ خط و کتابت

۲۶۔ حساب و معاش

۲۷۔ نجوم و ہندسہ

۲۸۔ موسیقی و شاعری

۲۹۔ فنون و صنائع

۳۰۔ لغت و ادب

۳۱۔ تاریخ و جغرافیہ

۳۲۔ طب و دوا

۳۳۔ فہرست کتب

۳۴۔ خط و کتابت

۳۵۔ حساب و معاش

۳۶۔ نجوم و ہندسہ

۳۷۔ موسیقی و شاعری

۳۸۔ فنون و صنائع

۳۹۔ لغت و ادب

۴۰۔ تاریخ و جغرافیہ

۴۱۔ طب و دوا

۴۲۔ فہرست کتب

۴۳۔ خط و کتابت

۴۴۔ حساب و معاش

۴۵۔ نجوم و ہندسہ

۴۶۔ موسیقی و شاعری

۴۷۔ فنون و صنائع

۴۸۔ لغت و ادب

۴۹۔ تاریخ و جغرافیہ

۵۰۔ طب و دوا

۵۱۔ فہرست کتب

۵۲۔ خط و کتابت

۵۳۔ حساب و معاش

۵۴۔ نجوم و ہندسہ

۵۵۔ موسیقی و شاعری

۵۶۔ فنون و صنائع

۵۷۔ لغت و ادب

۵۸۔ تاریخ و جغرافیہ

۵۹۔ طب و دوا

۶۰۔ فہرست کتب

۶۱۔ خط و کتابت

۶۲۔ حساب و معاش

۶۳۔ نجوم و ہندسہ

۶۴۔ موسیقی و شاعری

۶۵۔ فنون و صنائع

۶۶۔ لغت و ادب

۶۷۔ تاریخ و جغرافیہ

۶۸۔ طب و دوا

۶۹۔ فہرست کتب

۷۰۔ خط و کتابت

۷۱۔ حساب و معاش

۷۲۔ نجوم و ہندسہ

۷۳۔ موسیقی و شاعری

۷۴۔ فنون و صنائع

۷۵۔ لغت و ادب

۷۶۔ تاریخ و جغرافیہ

۷۷۔ طب و دوا

۷۸۔ فہرست کتب

۷۹۔ خط و کتابت

۸۰۔ حساب و معاش

۸۱۔ نجوم و ہندسہ

۸۲۔ موسیقی و شاعری

۸۳۔ فنون و صنائع

۸۴۔ لغت و ادب

۸۵۔ تاریخ و جغرافیہ

۸۶۔ طب و دوا

۸۷۔ فہرست کتب

۸۸۔ خط و کتابت

۸۹۔ حساب و معاش

۹۰۔ نجوم و ہندسہ

۹۱۔ موسیقی و شاعری

۹۲۔ فنون و صنائع

۹۳۔ لغت و ادب

۹۴۔ تاریخ و جغرافیہ

۹۵۔ طب و دوا

۹۶۔ فہرست کتب

۹۷۔ خط و کتابت

۹۸۔ حساب و معاش

۹۹۔ نجوم و ہندسہ

۱۰۰۔ موسیقی و شاعری